حسب الارشاد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مرتبہ

مولانا احمد حسن صاحب سنبھلی

ناشر

مکتبہ علم و ادب دیوبند یوپی

قیمت (خواجہ پریس دہلی) ایک روپیہ ۵۰ نئے پیسے

عرضِ ناشر

بسم اللہ حامداً و مصلیاً و مسلماً

زیرِ نظر کتاب کا اصلی نام ہدیۃ الاحباب فی کرامات الاصحاب ہے لیکن کراماتِ صحابہ کے نام سے مشہور ہے جس میں نہایت معتبر روایتوں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشہور و معروف کرامتوں کا تذکرہ ہے جسکو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم الشان کام کو شروع فرمایا تھا اور کافی حصہ قلم بند بھی فرما چکے تھے لیکن کثرتِ مشاغل کی وجہ سے خود اس کو پورا نہ فرما سکے،

چنانچہ مولوی سید احمد صاحب سنبھلی کو اس کی تکمیل کا حکم دیا اور مولانا موصوف نے اس کو پورا فرما کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک حرف ملاحظہ فرمایا اور جا بجا مفید اضافے بھی فرمائے جو آپ کی تقریظ سے بھی واضح ہے،

اس کتاب کی زبان اگرچہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے بہت بہتر تھی لیکن زمانہ کے رفتار کے ساتھ ساتھ زبان کی ترقی نے مجبور کر دیا کہ ان کرامتوں کے ترجمہ کو زبانِ حال میں منتقل کر دیا جائے چنانچہ ہم نے مستند علماء کی

نگرانی میں ترجمہ کی زبان درست کرائی تاکہ تمام حضرات ان جواہر
پاروں سے بخوبی مستفید ہو سکیں بہر حال یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے
دیگر اولیاء کرام کی کرامتوں کی بہ نسبت امید ہے ناظرین
اور عشاق دین اس کو اپنے دل میں زیادہ وقعت دیں گے اس لئے
کہ صحابہ کرام ہی سب سے افضل ہیں اور ولی کتنے ہی اونچے مرتبہ پر
کیوں نہ ہو صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

اکرام الحق دیوبندی
:ر جنوری ۱۹۶۲ء

فہرست مضامین

تقریظ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ میں نے اس رسالہ کو خود مؤلف (مولوی سید احمد حسن صاحب سلمہ و نعمہٗ) سے حرفاً حرفاً سنا اور جا بجا ضروری اور مفید مشوروں سے مستقل طور پر کمی و بیشی کی گئی۔ اس کتاب سے میرا دل اس لئے زیادہ خوش ہوا کہ اس مضمون کو مدت ہوئی ضروری سمجھ کر خود لکھنا چاہا تھا مگر ہجوم مشاغل سے وقت نہ ملا تو اس ضرورت کو پوری ہوتے دیکھ کر جسقدر خوشی ہو تھوڑی ہے اللہ تعالیٰ اسکو نافع فرمائیں۔

ناظرین ترجمہ میں طرز جدید یعنی غلبۂ اتباع محاورہ کا انتظار نہ فرماویں مقصود پر نظر رکھنا چاہیئے، میرے خیال میں نہ اتباع محاورہ بلسان منقول الیہ کی رعایت سے اور لفظی ترجمہ میں زبان منقول عنہ کی حلاوت ہے کہ اس میں اصل کا لطف آجاتا ہے

وللناسِ فیما یعشقون مذاہب

۲۹ جمادی الاخریٰ سنہ [illegible] ہجری

از مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

امابعد ایں گنہگار عرض کرتا ہے افقر العبید الی رحمۃ العلی الکبیر سید احمد حسن سنبھلی حنفی چشتی اہل فہم و بصیرت کی خدمت میں کہ نصوص قطعیہ و سنن نبویہ سے یہ امر یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں؎ اور اہل تحقیق کا اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی ولی اگرچہ وہ اعلیٰ رتبہ پر ہو کسی ادنیٰ صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور یہ برکت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کی وہ صحبت مبارکہ کہاں سے آوے جس سے اب کسی کو صحابہ کا درجہ حاصل ہو۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مگر باوجود اس کے اس زمانہ میں اکثر عوام کو دیکھا جاتا ہے کہ جسقدر اعتقاد ان کو پچھلے صلحاء اور اولیاء کے ساتھ ہو

؎ رواہ مسلم واحمد وغیرہما

اس کا نصف بھی صحابہؓ سے نہیں جہاں تک غور کیا گیا اس کی وجہ محض یہ سمجھ میں آئی کہ ان لوگوں نے کمال کو کرامات و خوارق عادات میں منحصر سمجھ لیا ہے اور حضرات صحابہ کی کرامتیں کم سنی گئی ہیں اس وجہ سے ان حضرات کو اس درجہ کا صاحب کمال نہ سمجھا کہ جس درجے کے کہ وہ حضرات باکمال تھے اسی لئے اعتقاد میں بھی کمی ہوئی ہر چند کہ محققین صوفیہ کی تصریح سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ کمال حقیقی اور چیز ہے کشف و کرامت کی اس کے روبرو کچھ حقیقت نہیں اور وہ چیز استقامت علی الدین ہے چنانچہ کہا گیا ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ اور صحابہؓ کا شریعت ظاہرہ اور طریقہ باطنہ اور اسکی[1] ذمیعہ میں مستقیم ہونا کس کو معلوم نہیں اور اس مضمون کو تحقیق اور تفصیل کے ساتھ حضرت مجدد الامۃ مصلح الملۃ علامۂ زمان قطب دوران مولانا حافظ حاجی شاہ مولوی اشرف علی صاحب نے کرامات امدادیہ میں اچھی طرح ادا فرمایا ہے اس جگہ مختصر عرض کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں اصل مقصود نقل کرامات صحابہ ہے۔ اور بس اور استقامت کو کرامات معنویہ کہتے ہیں۔ فی الواقع حقیقی اور مقصود کرامت یہی ہے۔ چنانچہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص دس سال رہا اور دس سال کے بعد عرض کیا کہ حضرت میں نے آپ سے کسی کرامت کا صدور نہیں دیکھا حضرت جنید قدس سرہ نے جوش میں آکر فرمایا کہ اس مدت میں مجھ سے کوئی گناہ بھی دیکھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہوگی

[1] یعنی دین پر سیدھا رہنا اور اس کو مضبوط پکڑنا اور گناہوں کی لغزش سے باز رہنا ۱۲ منہ

یہ تھے اہل علم اور اہل تصوف اور اہل تحقیق کہ بالکل قرآن مجید
کے مطابق جواب ارشاد فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ
اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ یعنی بے شبہ بڑی کرامت و عظمت والا تم میں کا اللہ
کے نزدیک وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ معلوم ہوا کہ مدار تقرب
فقط تقویٰ ہے لا غیر دوسرے یہ کہ اکثر خوارق ثمرہ کثرت مجاہدہ و
ریاضت کا ہوتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بوجہ کمال قابلیت
و قوت فطرت و برکت صحبت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
زیادہ ریاضت کی حاجت نہیں ہوئی اس لئے خوارق کا بکثرت ان حضرات سے
صادر ہونا تعجب کی بات نہیں۔ تیسرے بقول حضرت امام احمد[1] بن حنبل رحمۃ
اللہ علیہ کرامت کا ظہور تقویت یقین اہل زمانہ کے لئے ہوتا ہے چونکہ بہ برکت
قرب زمانہ جناب رسول مقبولؐ خیر القرون میں یقین و ایمان کمال درجہ حاصل تھا
اس لئے اس حجت و دلیل کی چنداں حاجت نہ تھی جوں جوں زمانہ برکت مآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام دور ہوتا گیا برکات میں کمی پیدا ہوتی گئی اور ایمان میں
ضعف ہوتا گیا۔ برہان تقویت کا ظہور قرین حکمت ہوا یہاں سے یہ بھی نتیجہ
ہوا کہ اقرب الی السنۃ وہی حالت ہے جو صحابہؓ کی حالت تھی۔
اس لئے کہ وہاں ضعف ایمان نہ تھا جس کی تقویت کی حاجت ہوتی
اور ظاہر ہے کہ یہ حالت اقرب الی السنۃ ہے۔
چوتھے صحابہؓ کے واقعات نقل کرنے میں محدثین نے صحت روایت

[1] بالقول اور وہ [illegible] ۱۲ منہ

کی بہت سخت شرطیں مقرر کیں اور اس قدر اہتمام کیا کہ تا بمقدور
اقوال صحیحہ سے اطلاع ہو رطب و یابس اقوال سے اعلیٰ درجہ کا پرہیز کیا بخلاف
حکایات اولیائے متاخرین کے کہ ان کے نقل کرنے میں اس قدر اعتیاط
اور تنقیح نہیں کی گئی اور شدت شرائط صحت کے لئے قلت روایت
امر لازم ہے نیز چونکہ اصل مقصود دین میں احکام ہیں اس لئے بھی محدثین
نے بہ نسبت نقل حکایات کے روایت سنن کا زیادہ اعتنا فرمایا مگر چونکہ
بہ وجوہ بعض عوام کے لئے تسلی بخش نہیں ہیں تا وقتیکہ ان کو کچھ کرامتیں صحابہ
کرام کی بھی نہ بتلائی جاویں اس لئے حسب ارشاد فیض بنیاد حضرت والا درجت
مجتددوماں قطب زماں سیدی و محبوبی و مرشدی مولوی شاہ اشرف
علی صاحب اس احقر نے اس کام کو شروع کیا حق تعالیٰ بطریق احسن
تمام فرماوے ناظرین سے حسبۃً للہ اپنے واسطے دعائے مغفرت
وحصول مقاصد کا طالب ہوں واضح ہو کہ اس کتاب کا خطبہ عرصہ ہوا کہ
حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا اور ایک صاحب سے کچھ متفرق مضامین
بھی جمع کرائے تھے لیکن بوجہ عدم الفرصتی حضرت کے دست مبارک
پھر یہ کام نہ ہو سکا ۔ اس خطبہ میں بھی بہت سے مضامین خطبۂ مذکورہ
کے باختصار و تغیر مناسب بندہ نے درج کئے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ رَبَّنَا
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔

کراماتِ افضل الاولیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰، اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ نَحَلَهَا جَدَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا
مِنْ مَالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ يَا بُنَيَّةُ وَاللّٰهِ مَا مِنَ النَّاسِ
اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيَّ غِنًى مِنْكِ وَلَا اَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِيْ مِنْكِ وَاِنِّيْ كُنْتُ
نَحَلْتُكِ جَدَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ
لَكِ وَاِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ
عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهٗ اِنَّمَا هِيَ
اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ اِبْنَةِ خَارِجَةَ اُرَاهَا
جَارِيَةً وَاَخْرَجَهٗ اِبْنُ سَعْدٍ وَقَالَ فِي الْخَبَرِ قَالَ ذَاتُ بَطْنِ اِبْنَةِ
خَارِجَةَ قَدْ اُلْقِيَ فِيْ رَوْعِيْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ فَاسْتَوْصِيْ بِهَا خَيْرًا فَوُلِدَتْ
اُمُّ كُلْثُوْمٍ (تاریخ الخلفاء صـ۷۲ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ)

ترجمہ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب عائشہؓ کو بیس وسق (یعنی ساٹھ
صاع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں پر تھیں، ہبہ کی تھیں اور اپنی وفات
سے پہلے ہی فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی!! مال و دولت کے باعث
مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں اور مجھے تمہاری حاجتمندی بھی ناپسند ہے
اور یہ بیس وسق کھجوریں جو میں نے تمہیں ہبہ کی تھیں۔ اگر تم نے
انہیں توڑ کر اکٹھا کر لیا ہوتا تو وہ تمہاری مملوکہ ہو جاتیں لیکن اب وہ

تمام وارثوں کا مال ہے جس میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں شریک ہیں۔ پس اس کو تم قرآن کریم کے احکام کے موافق تقسیم کر لو۔

جس پر حضرت عائشہؓ نے کہا۔ ابا جان!! اگر وہ بہت زیادہ بھی ہوتا تب بھی میں اس ہبہ سے دست بردار ہو جاتی لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو صرف "اسماء" ہے یہ دوسری کون ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ بنت خارجہ کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے۔

اس واقعہ کو ابن سعدؒ نے اسطرح روایت کیا ہے کہ بنت خارجہ کے پیٹ کی لڑکی کو میرے دل میں القاء کیا گیا ہے۔ یعنی میری بیوی بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہی ہے۔ بس میری اسی نصیحت وصیت کو قبول کرو۔ بالآخر جناب ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

اس وصیت سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی الہامی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کے پیٹ ہی میں جناب ام کلثوم کے وجود کو معلوم کر کے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تمہاری بہن موجود ہے۔

(۲) أَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَأَى أَبُو بَكْرٍ فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَتُوُفِّيَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ (خلفاء صـ۳۲) ترجمہ۔ ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے ایک قصہ کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جناب عائشہؓ

دریافت فرمایا کہ رسول اللہؐ نے اس دنیا سے کس دن رحلت فرمائی!
انہوں نے کہا، پیر کے دن اس پر آپ نے فکر کیا کہ میں بھی ایک مدت کے
بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے منگل کی رات
میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے آپ دفن کئے گئے،

سیدنا صدیق اکبرؓ کی دوسری کرامت ہے کہ آپ نے جو حکم لگایا تھا
اسی وقت وفات پائی۔ اگرچہ زہر تو سدا خشب میں ہوا لیکن وفات کے عدد تا
تعینہ دن ہی میں واقع ہونے جو موت کے حکم میں ہیں۔

(۳) اخرج ابن سعد، عن سعید بن المسیب ان ابابکر لما مات ارتجت مکۃ فقال ابو قحافۃ ماھذا قالوا مات ابنک قال رزء جلیل الخ (تاریخ الخلفاء، ص۳۳) ترجمہ۔ جناب ابن سعدؒ نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت مکہ معظمہ تھرایا جس پر صدیق اکبرؓ کے والد ماجد جناب ابو قحافہؓ نے فرمایا یہ زلزلہ کیسا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادہ نے جام رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر جناب ابو قحافہؓ نے فرمایا یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔
آپ لوگوں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کانپا۔ تھرایا اور زلزلہ پذیر ہو کر آپ کی کرامت کا ظہور رہا۔

(۴) عن عبد الرحمن بن ابی بکر فی قصۃ طویلۃ قد دعا ابو بکرؓ بالطعام فاکل واکلنا فجعلوا لا یرفعون لقمۃ الا ربت من اسفلھا اکثر منھا فقال لامرأتہ یا اخت بنی فراس ما ھذا قالت

قُرَّةُ عَيْنِي وَإِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(مشکوٰۃ شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص۵۲۲) ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ سے ایک بڑے قصہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے مہمانوں کی دعوت کی اور خود بھی شریک طعام تھے جس میں ہر شخص یہ محسوس ہو رہا تھا اور مشاہدہ میں بھی آرہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھتا جاتا گویا در پیدا ہو جاتا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی بیوی جو بنی فراس کے قبیلہ کی تھیں فرمایا۔ اے ہمشیرہ بنی فراس یہ کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے جواباً عرض کیا۔ اے آنکھوں سکھ کلیجہ ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ مہمان سبھوں نے خوب بر کھانا کھایا اور رسالتمآب کی خدمت میں بھی روانہ کیا جسے حضور ہادی کلؐ نے بھی نوش جان فرمایا (متفق علیہ) سیدنا صدیق اکبرؓ کی نیک نیتی اور برکت کا طفیل تھا بلکہ آپ کی کرامت کا ادنیٰ ظہور تھا کہ تھوڑا سا کھانا تمام مہمانوں نے کھایا جس

(۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ فَرَآهُ ثَقِيْلًا فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ يُخْبِرُهَا بِوَجَعِ أَبِي بَكْرٍ إِذْ دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَبِي يَدْخُلُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَجِّبٌ لِمَا عَجَّلَ اللّٰهُ فِيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ فَقَالَ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِي فَمَوَقَعْتُ فَأَتَانِي جِبْرِيْلُ فَسَعَطَنِي سَعْطَةً فَقُمْتُ وَقَدْ بَرَأْتُ مَعَرَّةٌ [illegible] اللّٰهُ نَبِيًّا إِذَا جَمَعَنَا أَكْثَرُ

(قرۃ العینین ص۵۵ مجتبائی دہلی)

ترجمہ محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور پر نور سرکار دوعالم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عیادت کے لئے شدید مرض کے زمانہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ رسول اللہؐ نے صدیق اکبرؓ کو بیمار دیکھا اور پھر اس بیماری کی اطلاع کے لئے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے صدیق اکبرؓ کی علالت کو بیان ہی فرما رہے تھے کہ عین اسی وقت صدیق اکبرؓ نے ہادی کلؐ کے در دولت پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی جس پر حضرت عائشہؓ نے کہا ابا جان تو آرہے ہیں۔ اس پر حضور رحمۃ للعالمین اس بات سے کہ شافی مطلق نے اتنی جلد اچھا کر دیا تعجب فرمایا۔ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ حضور جلد ہی میرے پاس سے نکلے جبریل امین نے آ کر مجھے ایک دوا سونگھائی اور میں تندرست ہو گیا۔ اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ کرامت بھی آپ نے دیکھی کہ ایک ہی لمحہ بیماری سے صحت یاب ہو گئے اور حضرت جبریل کے ذریعہ احکامات الٰہی کو حاصل کر لیا۔

(۴) عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یَسْمَعُ مُنَاجَاةَ جِبْرِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَرَاہُ (ابن ابی داؤد فی المصاحف کذا قال ابن عساکر ذکر العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ حیدر آباد) ترجمہ ابو جعفر سے روایت کی گئی ہے کہ سرکار دوعالم اور جبریل امین کی سرگوشیوں کو سیدنا ابو بکر صدیقؓ سنتے تھے اور ہمیشہ ان کو دیکھتے نہیں تھے۔

اس کو صحاح میں بھی ابوداود نے لکھا ہے اور حافظ محدث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

(۲) فی قصۃ الحدیبیۃ فقال عمر بن الخطاب فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذن قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت ونطوف بہ قال بلی افاخبرتک انک تأتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ قال فاتیت ابابکر فقلت یا ابابکر الیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذن فقال ایھا الرجل انہ لرسول اللہ ولن یعصی ربہ وھو ناصرہ فاستمسک بغرزہ فواللہ انہ علی الحق فقلت الیس کان یحدثنا انا سنأتی البیت ونطوف بہ قال بلی افاخبرک انک تأتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ قال عمر فعملت لذلک اعمالا۔ رواہ البخاری وابوداود و تیسیر مطبوعہ نولکشور ص ۱۵۲

ترجمہ۔ صلح حدیبیہ سے متعلق مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ میں سرور عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں؟ سرکارؐ نے فرمایا ہاں ہوں۔ پھر میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ اور ہمارے دشمن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا تو ہم اب اپنے
دین کے بارے میں ذلت کیوں گوارہ کریں یعنی جبکہ ہم حق اور سچائی پر قائم
ہیں تو وہ صلح جو مصلحتاً کرلی گئی ہے اسے برقرار کیوں رکھیں اس پر سرکار دوعالمؐ
کا ارشاد ہوا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ ہماری امداد
کرنے والا ہے اور انجام کار ہمیں غلبہ دے گا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ نے ہم سے
کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ آئیں گے اور اسکا طواف کریں
گے۔ اس پر سرکار نے فرمایا ہاں لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ ہم
اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا جی نہیں۔ اس پر سرور عالمؐ نے ارشاد
فرمایا یقیناً یہاں آؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کروگے۔ اس کے بعد میں
نے صدیق اکبرؓ کے پاس آکر کہا کہ سرور عالمؐ کیا اللہ تعالےٰ کے سچے
رسول نہیں ہیں۔؟ انہوں نے جواب دیا۔ بیشک ہیں میں نے کہا کیا ہم
حق و راستی پر اور ہمارے دشمن کج راہی اور باطل پر نہیں ہیں؟ انھوں نے فرمایا
کیوں نہیں میں نے پھر کہا تو اسوقت جبکہ ہم راستی پر ہیں اور مخالف ناحق پر
تو دین کے بارے میں اس صلح کو برقرار رکھ کر ذلت کیوں اختیار کریں؟ جس پر
صدیق اکبرؓ نے جواباً کہا۔ اے مرد خدا! سن۔ سرور عالمؐ بلاشک و شبہ
اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور کبھی بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کے خلاف
کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ ان کا مددگار ہے۔ اور ان کو غلبہ
دینے والا ہے۔ پس تم ان کے احکام کی سختی سے تعمیل کرتے رہو کیونکہ اللہ کی
قسم وہ راستی اور حق پر گامزن ہیں پھر میں نے اوردیا فت کیا کہ کیا انہوں نے ہم سے

یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ آن کر اس کا طواف کریں گے۔ جس پر صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ سرکارِ دوعالمؐ نے کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے؟ جس پر میں نے کہا نہیں تو۔ پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا تم یقیناً بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس جرأت وبیباقت کے تدارک کے لئے بہت سے نیک اور صالح اعمال کئے۔ جس کو بخاری اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا جواب لفظاً بلفظ بالکل رسالتمآبؐ کے جواب کے برابر پایا جانا۔ بالعموم لوگوں کی عادتوں کے خلاف ہے اس لئے یہ بھی آپ کی کرامت تصور کی گئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی نیک نیتی اور برکت کا طفیل تھا بلکہ درحقیقت آپ کی کرامت تھی کہ اپنی کرامتوں اور خرق العادت کاموں کو دوسروں پر واضح الفاظ میں بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ خود کو ادنیٰ بندہ کہتے اور اکثر اوقات اپنے اقوال وکردار سے کرامتوں کا اظہار فرماتے تاکہ تمام لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔

کرامات خلیفہ دوم فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

(۸) اَخرج البخاری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر ای ملھمون (تاریخ الخلفاء ص) واخرج الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری مرفوعا فی حدیث طویل وانہ لم یبعث اللہ نبیا الا کان فی امتہ محدث وان یکن فی امتی منھم احد فھو عمر قالوا یا رسول اللہ کیف محدث قال تتکلم الملئکۃ علی لسانہ اسنادہ حسن (تاریخ الخلفاء ص)

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باتیں القا کی جاتی تھیں یعنی انھیں الہام ہوتا تھا، اور میری ملت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ نیز علامہ طبرانی نے کتاب اوسط میں جناب ابوسعید خدری کے ذریعہ ایک لمبی مرفوع حدیث کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امت پر کوئی نبی بھیجا تو اس امت میں کوئی نہ کوئی ملہم ضرور ہوتا تھا یعنی اس نبی کی آمد سے قبل اس امت میں ایسی شخصیت ضرور ہوتی تھی جس پر [illegible] ہوتے تھے، اور اگر الہام الہٰی سے سرفراز ہونے والا کوئی شخص میری ملت میں ہے تو وہ عمر ہیں

صحابہؓ کے اس استفسار پر کہ محدث و ملہم کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ رحمۃ للعالمین ؐ نے فرمایا اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں یعنی اس شخص ملہم کی کیفیت ہوتی ہے کہ فرشتے اس سے جو کچھ کہتے ہیں وہ فرشتوں کی کہی ہوئی باتوں کو انسانوں سے کہہ دیتا ہے۔ اور کوئی بات اپنی طرف سے کسی سے بھی نہیں کہتا۔ اس حدیث کی سند حسن یعنی معتبر ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے حضرت فاروق اعظمؓ کا صاحب الہام ہونا آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں میں لفظان یکن یعنی اگر کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے تاکہ انتہائے وثوق ظاہر ہو اور کلام میں قوت پیدا ہو۔ جیسے کوئی شخص اپنے کسی دوست سے یوں کہے اگر دنیا میں میرا کوئی یار ہے تو تم ہو۔ اس جملہ سے کسی سمجھدار کو اس کی یاری اور دوستی میں وہم اور شک پیدا نہیں ہوتا بلکہ بے انتہا دوستی کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ پچھلی امتوں میں صاحبان الہام ہوا کرتے تھے تو ملت اسلامیہ جو بلحاظ [illegible] افضل ترہے۔ اس نعمت الہام سے زیادہ تر مشرف ہوئی ان دونوں حدیثوں میں کوئی نقطہ بھی ایسا نہیں جو حضرت عمرؓ کے سوائے دوسرے پر منحصر اور دلالت کرتا ہو۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا صاحب الہام ہونا پہلے بیان کیا جا چکا ہے جو بالکل صحیح ہے اور فاروق اعظمؓ پر الہامات کی بارش آپکے اوصاف حمیدہ کیساتھ متصف ہے۔ نیز ہر شخص پر واضح ہے کہ تقریباً بیس مقامات ایسے ہیں جہاں فاروق اعظمؓ کی رائے فرمان پروردگار کے عین موافق تھی جن کا تذکرہ قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے۔

تفصیل کے لئے تاریخ الخلفاء صفحات (۸۷ تا ۸۹) دیکھئے

(۹) أخرج الترمذی عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر (تاریخ الخلفاء ص۸۳) واخرج احمد من طریق بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان لیفرق منک یا عمر (ص۸۳ تاریخ الخلفاء) ترجمہ۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ البتہ میں نے انسانوں، جناتوں اور شیطانوں کو دیکھا کہ وہ عمرؓ کے خوف سے بھاگ گئے (تاریخ الخلفاء ص۸۳) امام احمدؒ نے حضرت بریدہؓ کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عمرؓ البتہ تم سے شیطان تک ڈرتا ہے (تاریخ الخلفاء ص۸۳)

(۱۰) عن ابن عمر قال وجہ عمر جیشا ورأس علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینا عمر یخطب جعل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا ثم قدم رسول الجیش فسألہ عمر فقال یا امیر المؤمنین ہزمنا فبینا نحن کذلک اذ سمعنا صوتا ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا فاسندنا ظہورنا الی الجبل فہزمہم اللہ قال قیل لعمر انک کنت تصیح بذلک وذلک الجبل الذی کان ساریۃ عندہ بنہاوند من ارض العجم قال ابن حجر فی الاصابۃ اسنادہ حسن (تاریخ الخلفاء ص ←

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فاروق اعظمؓ نے جناب ساریہ کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر روانہ فرمادیا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ ایک دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اپنے اسی لکچر کے دوران میں فرمانے لگے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا کیونکہ پہاڑ کی طرف ہٹ جانے سے مسلمانوں کے غالب ہوجانے کی امید تھی۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس فوج کا قاصد آیا تو فاروق اعظمؓ نے اُس سے لڑائی کا حال پوچھا۔

قاصد نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین ایک دن شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنا اور ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے سہارا لیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو شکست فاش دی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے فاروق اعظمؓ سے کہا۔ جبھی تو آپ جمعہ کے دن خطبہ کے درمیان اسی لئے چیخ رہے تھے۔ اور یہ پہاڑ جہاں جناب ساریہ اور ان کی فوج تھی مشرق کے شہر نہاوند میں تھا۔

ابن حجر نے اصابہ میں اس کو حدیث معتبر قرار دیا ہے

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ قَالَ جَمْرَةُ قَالَ ابْنُ مَنْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ الْحَرَّةُ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى فَقَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ

اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ اَهْلَهٗ قَدِ احْتَرَقُوْا
اَخْرَجَهٗ اَبُوْ الْقَاسِمِ بْنُ بَشْرَانَ فِیْ فَوَائِدِهٖ وَمَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا
عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ نَحْوَهٗ وَ اَخْرَجَهٗ ابْنُ دُرَیْدٍ فِی الْاَخْبَارِ الْمَشْهُوْ
رَۃِ وَابْنُ الْکَلْبِیِّ فِی الْجَامِعِ وَغَیْرُهُمْ (تاریخ الخلفاء صفحہ) ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا جمرہ (یعنی چنگاری) پھر آپ نے استفسار فرمایا کہ تمہارے باپ کا نام ؟ اس نے جواب دیا ابن شہاب (یعنی شعلہ) پھر آپ نے پوچھا تم کس قبیلہ کے فرد ہو ؟ اس کہا حُرقہ (یعنی سوزش) پھر آپ نے فرمایا تمہاری بود و باش کی جگہ کہاں ہے اس نے جواب دیا حرّہ (یعنی گرمی) اور دوبارہ دریافت پر کہ حرہ کے کس حصہ میں سکونت پذیر ہو اس شخص نے کہا کہ ذات لظی (یعنی شعلہ والا) میں اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔ جا اپنے کنبہ کی خبر لے کہ وہ سب جل کر سوختہ ہو گئے۔ چنانچہ اس آدمی نے لوٹ کر اپنے کنبہ والوں کو سوختہ سامان پایا۔

اس تاریخی واقعہ کو ابوالقاسم بن بشران نے فوائد میں اور جناب مالکؒ نے بروایت یحیٰی بن سعید موطا میں اور ابن درید نے اخبار مشہورہ میں اور ابن کلبی نے جامع میں بیان کیا ہے۔

(۵) اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ قَالَ اِنْ کَانَ الرَّجُلُ
لَیُحَدِّثُ عُمَرُ بِالْحَدِیْثِ فَیَکْذِبُهٗ الْکِذْبَۃَ فَیَقُوْلُ احْبِسْ هٰذِهٖ

ثُمَّ يُحَدِّثُهُ بِالْحَدِيثِ فَيَقُولُ احْبِسْ هٰذِهِ فَيَقُولُ لَهُ كُلُّ مَا حَدَّثْتُكَ حَقٌّ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَحْبِسَهُ وَأَخْرَجَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنْ كَانَ أَحَدٌ يَعْرِفُ الْكِذْبَ إِذَا حُدِّثَ بِهِ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱ باب کرامات عمرؓ) ترجمہ۔ جناب ابن عساکرؒ نے حضرت طارقؓ بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا جو دوران گفتگو میں حضرت فاروق اعظمؓ سے جب کوئی خاص جھوٹی بات کہتا تو آپ فرماتے اس بات کو یاد رکھنا۔ پھر باتیں کرنے لگتا اور پھر جب کوئی جھوٹی بات کہتا تو آپ اس کو ٹوک کر فرماتے اس بات کو بھی یاد رکھنا۔ آخر کار اس شخص نے حضرت فاروق اعظمؓ سے کہا کہ میری تمام گفتگو میں جہاں جہاں ٹوک کر آپ نے۔ اس بات کو یاد رکھنا۔ فرمایا ہے بس یہ جھوٹی ہیں اور باقی پوری باتیں ٹھیک اور سچی ہیں۔

حافظ حدیث جناب ابن عساکر نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں جھوٹی بات کا پہچاننا حضرت عمر بن الخطابؓ کا حق تھا۔

ہر جھوٹی بات کو پہچان لینا یہ آپ کا سچا اور اک بلکہ درحقیقت کشف فراست تھا جو خرق عادات ہے۔ اور آپ کی کرامتوں کا مظہر ہوا۔

اس شبہہ کا جواب کہ بعض عقلمند بھی قرآن سے ایسی باتیں معلوم کر لیتے ہیں جن کو خرق عادات کہا جا سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقلمندوں کا اندازہ صرف تخمین قرآن پر مبنی ہوتا ہے۔ اور ان کا قیاس بیشتر اوقات

اس لئے صحیح نہیں ہوتا کہ وہ فراست کشفیہ کے مالک نہیں ہیں۔ اور فراست کشفیہ میں کسی قرینہ کے تحقیق کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ ایسے شخص کو خود بہ خود ضروری علم حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز چونکہ کشف کو شرعی حجت قرار نہیں دیا گیا ہے اس لئے محض کشف کی بنیاد پر کسی سے بدگمانی کرنا بھی جائز نہیں رکھا گیا ہے۔ پس جس صورت میں کشف پر عمل کرنے سے کوئی عذر شرعی لازم آئے تو ایسے کشف پر عمل نہ کیا جائے بلکہ اسباب ظاہری کی تحقیق پر جو نتیجہ ہاتھ آئے اس پر کاربند ہونا چاہیئے۔

(۱۳) اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِيْ عَذْبَةَ الْحِمْصِيِّ قَالَ اُخْبِرَ عُمَرُ بِاَنَّ اَهْلَ الْعِرَاقِ قَدْ حَصَبُوْا اَمِيْرَهُمْ فَخَرَجَ غَضْبَانَ فَصَلّٰى فَسَهَا فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ قَدْ لَبَسُوْا عَلَيَّ فَالْبِسْ عَلَيْهِمْ وَعَجِّلْ عَلَيْهِمْ بِالْغُلَامِ الثَّقَفِيِّ يَحْكُمُ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَقْبَلُ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلَا يَتَجَاوَزُ عَنْ مُسِيْئِهِمْ قُلْتُ اَشَارَ بِهٖ اِلَى الْحَجَّاجِ قَالَ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَمَا وُلِدَ الْحَجَّاجُ يَوْمَئِذٍ

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۱) ترجمہ۔ علامہ بیہقی نے کتاب دلائل میں بروایت ابی عذبہ حمصی بیان کیا ہے کہ عراقیوں نے اپنے حاکم اعلیٰ کو سنگسار کرنے کی خبر حضرت فاروق اعظمؓ کو پہنچی تو انکی یہ ناشائستہ حرکت سنکر آپ کو غصہ آیا اور آپ نے نماز ادا فرمائی جس میں آپ کو سجدہ سہو لازمی ہو گیا آپ نے نماز ختم کر کے دعا کی کہ اے اللہ ان ظالم عراقیوں نے مجھے شبہ میں ڈالدیا جس سے میری نماز میں سہو ہو گیا۔ اے بار خدایا تو انکو بھی شبہ میں

ڈالدے اور نو عمر ثقفی کی حکومت کو ان پر جلدی سے مسلط کر دے تا کہ ان پر زمانہ جاہلیت جیسی حکومت نظر آئے۔ نیک و بد کی مطلق تمیز نہ کرنے والی رعایا پر یہ نئی حکومت اپنا حکم چلائے اور ان کی برائیوں سے درگذر کر کے ان کی اچھائیوں کو شرف قبولیت بھی نہ دیئے۔

علامہ کہتے ہیں کہ اس نئی حکومت حضرت فاروق اعظم کی مراد حجاج سے تھی لیکن ابن لہیعہ کا بیان ہے کہ حجاج اس تاریخ تک پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

حضرت فاروق اعظم کا غصہ کی حالت میں ان ظالم عراقیوں کیلئے بددعا کرنا جس سے بددعا کا غالب گمان واضح ہے کہ یہ بددعا دراصل دعویٰ اور مقابلہ کے عنوان اور طریق پر ہے۔ اور اس صورت میں اس قسم کی دعا کرنا درست اور جائز ہے۔ اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ آپؓ کی ہر دعا قبول ہونا خرق عادت اور کرامت ہے۔

(۱۴) اَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ الْجِنَّ نَاحَتْ عَلٰى عُمَرَ (تاریخ الخلفاء ۱۰۳) ترجمہ جناب ابن سعدؒ نے حضرت سلیمان بن یسارؓ سے روایت کی ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی وفات حسرت آیات پر جنات نے بھی اظہار رنج و غم کیا اور نوحہ پڑھا۔

(۱۵) اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعَ صَوْتٌ بِجَبَلِ تَبَالَةَ حِيْنَ قُتِلَ عُمَرُ ؎ لِيَبْكِ عَلَى الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا ، فَقَدْ اَوْشَكُوْا صَرْعٰى وَمَا قَدُمَ الْعَهْدُ ، وَاَدْبَرَتِ الدُّنْيَا وَاَدْبَرَ خَيْرُهَا ، وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ يُوْقِنُ بِالْوَعْدِ ، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۳)

حضرت حاکمؒ نے مالک بن دنیارؒ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عمرؓ مقتول ہوئے تو جبل تہادلہ سے یہ آواز آئی۔

اسلام سے محبت رکھنے والے کو اسلام کی حالت پر رونا چاہیئے۔ اسلامی زمانہ اگرچہ پرانا نہیں ہوا لیکن اہل اسلام بچھڑ گئے اور مسلمانوں میں ضعیف نمودار ہو گیا۔

دنیا کی اچھائیوں اور دنیا والوں نے اسلام سے منہ موڑ لیا۔ اور جس کو موت کا یقین ہے وہ تو اس دنیا میں ملول اور رنجیدہ ہی رہتا ہے

چونکہ دنیاوی نعمتیں فنا ہونے والی ہیں اور آخرت میں حشر و نشر اور بقا پیش آنے والی ہے۔ اس لئے اس دنیا میں عقلمندوں کو سکون جامع جس کو چین اور سکھ کا نام دیا گیا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔

جنات کی گریہ وزاری اور ان کے آہ بکا کا سنا جانا نہ صرف عجیب و غریب امر ہے۔ بلکہ یہ بات خوارق عادات میں داخل ہے۔

(۱۷) أَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الْعَظَمَةِ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ أَتَى أَهْلُهَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ حِيْنَ دَخَلَ بُؤُوْنَ مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الْأَمِيْرُ إِنَّ لِنِيْلِنَا هٰذَا سُنَّةً لَا يَجْرِيْ إِلَّا بِهَا قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا إِذَا كَانَ إِحْدٰى عَشْرَةَ لَيْلَةً تَخْلُوْ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ عَمَدْنَا إِلٰى جَارِيَةٍ بِكْرٍ بَيْنَ أَبَوَيْهَا فَأَرْضَيْنَا أَبَوَيْهَا وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الثِّيَابِ وَالْحُلِيِّ أَفْضَلَ مَا يَكُوْنُ

ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي هٰذَا النِّيلِ فَقَالَ لَهُمْ عَمْرٌو إِنَّ هٰذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا فِي الإِ
سْلَامِ وَإِنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ فَأَقَامُوا وَالنِّيلُ لَا يَجْرِي
قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا حَتّٰى هَمُّوا بِالْجَلَاءِ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَمْرٌو كَتَبَ إِلَى
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذٰلِكَ فَكَتَبَ لَهُ أَنْ قَدْ أَصَبْتَ بِالَّذِي فَعَلْتَ
وَإِنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَبَعَثَ بِبِطَاقَةٍ فِي دَاخِلِ كِتَابِهِ
وَكَتَبَ إِلَى عَمْرٍو إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِبِطَاقَةٍ فِي دَاخِلِ كِتَابِي فَأَلْقِهِ
فِي النِّيلِ فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُ عُمَرَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخَذَ الْبِطَاقَةَ فَفَتَحَهَا
فَإِذَا فِيهَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى نِيلِ مِصْرَ أَمَّا بَعْدُ
فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِ وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ يُجْرِيكَ فَأَسْأَلُ
اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ أَنْ يُجْرِيَكَ فَأَلْقَى الْبِطَاقَةَ فِي النِّيلِ قَبْلَ ا
لصَّلِيبِ بِيَوْمٍ فَأَصْبَحُوا وَقَدْ أَجْرَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى سِتَّةَ عَشَرَ
ذِرَاعًا فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَطَعَ اللّٰهُ تِلْكَ السُّنَّةَ عَنْ أَهْلِ مِصْرَ

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۵) ترجمہ: حافظ الحدیث ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں قیس بن حجاج کے ذریعہ بیان کنندہ سے روایت کی ہے۔ کہ مصر فتح ہونے کے بعد عجمی مہینوں میں سے ایک مہینے کی پہلی تاریخ کو ایک وفد نے رئیس مملکت مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔

اے امیر المومنین!! ہمارا ایک معمول ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہ کر دی جائے ہمارے اس دریائے نیل میں روانی نہیں آتی۔

حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا۔ بتاؤ تو تمہارا معمول کیا ہے۔ ان
لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارا سالانہ دستور یہ ہے کہ ہر سال ایک کنواری
نوجوان لڑکی کو جو اپنے والدین کی اکلوتی ہوتی ہے اس کے والدین کو
راضی کر لیتے ہیں اور پھر اس کو نہلا دھلا کر اس کو اچھے اچھے کپڑے اور
عمدہ سے عمدہ زیورات پہنا کر اور اس کو خوب سجا بنا کر دریائے نیل
کی نذر کر دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا یہ
سب کچھ ایام جاہلیت کی رسوم ہیں۔ اور خدا کی قسم اسلام کے عہد میں
تو ہر گز ہر گز ایسا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے
تمام رسوم کو ختم کر دیا ہے۔ چنانچہ مصری خاموش ہو گئے اور امسال
زندہ لڑکیوں کو اس طرح ڈبونے کی رسم ادا نہ ہونے سے دریائے نیل کی
روانی رکی رہی۔ دریا کی روانی کو بند دیکھ کر لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ
کیا حضرت عمرو بن عاص نے ان تمام حالات کی امیرالمومنین حضرت فاروق
اعظم کو اطلاع دی جنہوں نے جواب میں لکھا کہ اے عمرو بن عاص تم نے
جو کچھ کیا درست اور تمہاری عطائے بالکل ٹھیک ہے اسلام نے رسوم
سابق کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ نیز اپنے مکتوب گرامی میں ایک علیحدہ
پرچہ رکھ کر حضرت عمرو بن عاص کو لکھا کہ تمہارے موسومہ خط میں ہم
ایک علیحدہ پرچہ بھیج رہے ہیں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ پس عمرو بن
عاص نے اپنے موسومہ خط میں اس علیحدہ پرچہ کو پڑھا جس میں مرقوم تھا
از طرف عبداللہ عمر امیرالمومنین بنام نیل مصر حمد و صلوٰۃ کے بعد اگر تو باختیار خود بہتا ہے

تو ہرگز مت چل ۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ کو رواں کرتے ہیں خداوند یکتا وزبردست سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کر دے۔۔۔

چنانچہ عمرو بن عاصؓ نے ستارہ صلیب نکلنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دیا — دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ اونچا پانی دریائے نیل میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرما کر لڑکی ڈبانے کے دستور قدیم کو اہالیان مصر سے آج تک کے لئے مسدود و منقطع کر دیا۔

حضرت عمرؓ کے خط میں ہے: إن کان ۔ یعنی اگر اے آب نیل تو اپنی مرضی سے آتا ہے تو یہ تو کوئی بھی یہ شک نہیں کر سکتا کہ اللہ کے سوائے کوئی اور دوسری طاقت پانی پر قابض ہے بلکہ فاروق اعظمؓ کی اس قسم کی تحریر سے تاکید ثابت ہوتی ہے یعنی اے دریائے نیل تو تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے۔ اس پر تیرا کوئی اختیار اور اقتدار نہیں ہے۔ اور جاری مت ہو کہ لکھنا محض زجر و توبیخ اور سرزنش کے لئے تھا ورنہ ظاہر ہے کہ وہ کسی طرح کی بھی مختار نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کی دنیا کی ہر چیز ڈرتی ہے۔ اللہ سے ڈرنے والی شخصیت کی سب پر حکومت ہوتی ہے۔

(۱۷) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ مَنْ يَذْكُرُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى قَبْرِ شَابٍّ فَنَادَاهُ يَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ

ترجمہ:

رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ فَاَجَابَہُ الْفَتیٰ مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ یَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِیْہِمَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرَّتَیْنِ وَالْقِصَّۃُ بِطُوْلِہٖ مَعْہُوْدٌ لابن عساکر (قرۃ العینین صلاو ۱۵۰) ترجمہ: یحیٰی بن ایوب خزاعیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں پروردگار عالم سے ڈرتا رہا تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو دو باغ دیگا (ولِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ یہ سورہ رحمن میں موجود ہے۔)

اس نوجوان نے اپنی قبر میں سے جواب دیا اے فاروق اعظمؓ مجھے تو پروردگار نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔

اس دراز قصہ کو حافظ حدیث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

(۱۸) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ فِیْ قِصَّۃٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ رُؤْیَا کَاَنَّ دِیْکًا اَحْمَرَ نَقَرَنِیْ نَقْرَتَیْنِ وَلَا اُرٰی ذٰلِکَ اِلَّا لِحُضُوْرِ اَجَلِیْ اَخْرَجَہٗ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ۔

(قرۃ العینین صتنہ) ترجمہ: حضرت معدان بن ابی طلحہؓ نے ایک واقعہ کے تحت لکھا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔ لوگو سنو!! میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ایک لال مرغوں نے مجھے دو ٹھونگیں ماریں اور اس خواب کی تعبیر میری موت کی قربت ہے۔ اس واقعہ کو ابن ابی شیبہؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

چونکہ یہ خواب الہامی کشف تھا جو آپ کی رحلت سے ثابت ہوا. اور یہی آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے.

(۱۹) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَوْ نُحَدِّثُ اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَانَتْ مُصَفَّدَةً فِيْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا اُصِيْبَ بَثَّتْ رَوَاهُ اِبْنُ عَسَاكِرَ (کنزل العمال ج ۶ ص۳۳۳) ترجمہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خلافت میں تمام شیطان مقید اور بند تھے لیکن ان کے وصال کے بعد یہ سارے طاغوت پھیل گئے۔ اس خبر کو حافظ حدیث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے.

(۲۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ اِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ اَوْ اَنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ اَوْ اِنَّكَ لَعَلٰى دِيْنِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَقَدْ كُنْتَ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اُسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَقَالَ اِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ (تیسیر ص۳۳۳ ج ۲ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ حضرت سالمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خاروق اعظمؓ کو کبھی یہ کہتے نہیں سنا کہ میں اس امر کے متعلق یہ اور یہ گمان کرتا ہوں۔ لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ جیسا آپ فرماتے تھے ویسا ہی

ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ایک شخص گذرا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا گمان غلط نکلا۔

یہ تو زمانہ جاہلیت میں نجومی اور فال بتانے والا تھا۔ اور اب ایک پرانے دین پر ہے۔ دیکھا اس کو میرے پاس تو لاؤ۔ جب وہ حاضر ہو گیا تو فاروق اعظمؓ نے فرمایا کیا میرا یہ گمان غلط ہے کہ اب تک تم اپنے پرانے مذہب پر قائم ہو اور زمانہ جاہلیت میں تم نجومی اور فال دیکھنے والے تھے؟ اس نجومی نے جواب دیا۔ میں نے آج تک تم جیسا مسلمان نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو اچھا اب تم مجھے اپنے پورے حالات بتلاؤ۔ اس پر اس نجومی نے کہا کہ ہاں میں ایام جاہلیت میں اُن کا کاہن تھا۔ اس کو امام بخاریؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامات

حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱) عَنْ مَالِکٍ وَکَانَ رَأَی عُثْمَانَ مَقْتُولًا عَلٰی بَابٍ وَاَنَّ رَأْسَہٗ لَیَقُوْلُ طَقْ طَقْ حَتّٰی صَارُوْا بِہٖ اِلٰی حَشِّ کَوْکَبٍ فَاخْتَفَرُوْا لَہٗ (استیعاب صفحہ ۲۹۱ ج ۲) حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ خلیفہ سوم حضرت ذوالنورینؓ شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازہ پر رکھی ہوئی تھی اور آپ کی زبان مبارک سے طق طق "دفن دفن" کی پے در پے آواز آرہی تھی، چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کوکب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کئے گئے۔

(۲۲) وَفِی الصَّفْوَۃِ الْمُذْکُوْرَۃِ قَالَ مَالِکٌ وَکَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَمُرُّ بِحَشِّ کَوْکَبٍ فَیَقُوْلُ اِنَّہٗ سَیُدْفَنُ ھٰہُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ ترجمہ

ترجمہ۔ امام مالک سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کوکب سے گذرتے تو فرماتے کہ یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ خود وہاں دفن کئے گئے۔

(۲۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُثْمَانَ اَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ اللَّیْلَۃَ فَقَالَ یَا عُثْمَانُ اَفْطِرْ عِنْدَنَا۔

فَاَصْبَحَ عُثْمَانُ فَحَدَّثَنَا فَقُتِلَ مِنْ یَوْمِہٖ اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ

(قرۃ العینین صفحہ ۱۳۶) ترجمہ: ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے ایک دن صبح کے وقت بیان فرمایا میں نے رات کو دیکھا کہ سرکار کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان آج کا روزہ ہمارے پاس کھولنا۔

چنانچہ حضرت عثمان ذی النورینؓ کو روزہ کی حالت میں اسی دن شہید کیا گیا۔ اس واقعہ کو حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور عالمؐ کو خواب میں یہ بھی کہتے سنا کہ اے عثمانؓ تم جمعہ کے دن ہمارے پاس آجاؤ گے۔ تفصیل کے لئے قرۃ صفحہ (۱۳۸) چونکہ جمعہ کے دن ہی آپ نے روزہ کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس لئے آپ کا خواب مزید کسی تعبیر کا محتاج نہیں رہا۔ یہ آپ کی کرامت نہیں تو کیا چیز تھی۔

(۳) عَنْ مِحْجَنٍ مَوْلٰی عُثْمَانَؓ قَالَ کُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِیْ اَرْضِہٖ فَدَخَلَتْ عَلَیْہِ اَعْرَابِیَّۃٌ بِغَنَمٍ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَقَالَ اَخْرِجْھَا یَا مِحْجَنُ فَاَخْرَجْتُھَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَقَالَ اَخْرِجْھَا یَا مِحْجَنُ فَاَخْرَجْتُھَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَقَالَ عُثْمَانُ وَیْحَکَ یَا مِحْجَنُ اُرَاھَا بِغَیْرٍ وَاَنَّ الضُّرَّ یَحْمِلُ عَلَی الشَّرِّ فَاذْھَبْ بِھَا حَتّٰی تَدْفَعَھَا اِلَیْکَ فَاَشْبِعْھَا وَاکْسُھَا اِذْ ذَھَبْتُ بِھَا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ بِھَا حَتّٰی رَجَعَتْ اِلَیْھَا نَفْسُھَا ثُمَّ قَالَ عُثْمَانُ اَوْقِرْ لَھَا شَعِیْرًا اَوْ تَمْرًا دَقِیْقًا وَزَبِیْبًا ثُمَّ

اِذْهَبْ بِهِمَا فَاَذِنَ لَہُمْ قَوْمٌ نُعُدُّ دُوْنَ بَادِیَۃِ اَھْلِھَا فَضَمَّھَا اِلَیْھِمْ ثُمَّ
قُلْ لَّھُمْ یُوَدُّوْھَا اِلٰی اَھْلِھَا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ بِھِمَا فَبَیْنَا اَنَا اَسِیْرُ بِھَا
اِذْ قُلْتُ لَھَا اَنْعَمْتِ بِیْ فَمَا اَنْتِ بَنَیْتَ بِہٖ بَیْنَ یَدَیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
قَالَتْ اِنَّمَا قُلْتُ ذٰلِکَ مِنْ غَمِّھَا مَا بِیْ رَوَاہُ الْعُقَیْلِیُّ ۔

(کنز العمال صـ ۳۰ ج ۲) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نجن کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ کے پاس آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین!! مجھ سے زنا کی غلطی ہوگئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے تو زنا کیا ہے۔

چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے نجن اسے باہر نکال دو میں نے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے خلیفۂ وقت میں نے بلا شک وشبہ زنا کیا ہے اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر حد زنا جاری ہو جانی چاہیے۔ اس پر میرے آقا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اونا واقف نجن!!! اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت وتکلیف ہمیشہ شر وفساد کا سبب ہوتی ہے۔ تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لیجا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ چنانچہ اس دیوانی کو میں اپنے ساتھ لے گیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا یعنی میں نے اس کا اکرام کیا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش وحواس ٹھکانے لگے اور وہ

مطمئن ہو گئی۔ تب آپ نے فرمایا کہ اچھا کل اب کھجور، آٹا اور کشمکش کا ایک گدھا بھر کر کل اسکو جنگل کے باشندوں کے پاس لیجاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل وعیال کے پاس پہنچا دیں چنانچہ میں کھجوروں کشمکش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لیکر اسکے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے رستہ چلتے چلتے کہا کہ کیا اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو جس کا تم نے امیر المومنین کے سامنے اقرار کیا تھا وہ کہنے لگی نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ سے ڈر کے کہا تھا۔ تاکہ مدد مل جاوے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں اس واقعہ کو عقیل نے بھی کہا ہے۔

لوگو!! دیکھو یہ الہامی کشف تھا۔ جو بالکل صحیح واقعہ ثابت ہوا اس سے بڑھ کر اور کس کرامت کے طلبگار ہو۔ خلیفۂ سوم سید نا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ مجسم کرامت تھے انکی کراماتوں کو از خروارے بیان کیا گیا ہے۔

کرامات سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(۲۵) قَالَ عَلِیٌّ اَمَا اِنَّ هٰذَا قَاتِلِی قِیْلَ فَمَا یَمْنَعُكَ مِنْهُ قَالَ اِنَّهُ لَمْ یَقْتُلْنِی بَعْدُ

(استیعاب صفحہ ۴۲ ج ۲) ترجمہ۔ حضرت شیر خدا نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر جب لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارہ میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھ کو قتل نہیں کیا ہے۔ اسلئے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

آخر کار جیسا آپ نے فرمایا وہی شیطنت پیش آئی یعنی بدبخت ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔

دیکھئے ان صحابہ کرام کی ہر گفتگو میں الہام کشفی ہوا کرتا تھا جلیل حضرات کی کرامات ہیں۔

(۲۶) أَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ زَاذَانَ اَنَّ عَلِیًّا حَدَّثَ بِحَدِیْثٍ فَكَذَّبَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ اَدْعُوْ عَلَیْكَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا قَالَ اُدْعُ فَدَعَا عَلَیْهِ فَلَمْ یَبْرَحْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهٗ

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۳) ترجمہ۔ طبرانی نے کتاب الاوسط میں اور ابونعیم نے کتاب الدلائل میں جناب زاذان سے روایت کی ہے کہ جناب حیدر کرار نے کسی سے گفتگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا اس پر جناب شیر خدا نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے اور کیا تم جھوٹ کے

اظہار کے لئے میں جناب باری عزاسمہ میں بد دعا کروں؟ اس بیوقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے بڑی دلیری سے کہا کہ میں تو سچا ہوں اگر میں جھوٹا ہونگا تو آپ کی بد دعا مجھے لگے گی۔ آپ شوق سے بد دعا کیجئے۔ چنانچہ جناب علیؑ نے اس جھوٹے کے حق میں بد دعا کی اور آپؑ کی دعا قبول ہوگئی۔ یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا تھا کہ بد دعا کے ساتھ ہی اندھا ہوگیا اور اس مجلس سے اُٹھنے بھی نہ پایا۔

(۲۷) عَنْ اَبِي يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِهٖ وَيَقُوْلُهَا اَحَدٌ بَعْدِيْ اِلَّا كَاذِبٌ فَقَالَهَا رَجُلٌ فَاَصَابَتْهُ جِنَّةٌ رَوَاهُ الْعَدَنِيْ۔

کرتے ہیں کہ میں نے جناب علیؑ سے یہ کہتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہؐ کا بھائی ہوں۔ اور اس کلمہ کو میرے بعد سوائے کسی کذاب کے اور کوئی زبان پر نہیں لائے گا

عدنیؒ بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ کی موجودگی میں ان کلمات کو جس نے اپنی زبان سے ادا کیا وہ فوراً ہی مجنون اور پاگل ہوگیا۔

(۲۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ اَنْشُدُ اللّٰهَ اَمْرَاً نَشَدَهُ الْاِسْلَامَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِيْ يَقُوْلُ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ

حتّٰی لہ الاقوام فشھدن بضعۃ عشر رجلاً فشھدوا وکتم قوم
فما فنوا من الدنیا الا عموا وبرصوا رواہ الخطیب فی الافراد

(کنز العمال ص۴۰۳ ج۶) ترجمہ۔ قاضی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ
جناب شیر خدا نے خطبہ پڑھتے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اسلامی قسم
دلاتا ہوں ہر اس شخص کو جس نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ کے بیچ میں جحفہ کے پاس جو مقام خم غدیر کے نام سے موسوم
اس میں حضور سرور کائنات نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ اے مسلمانوں!
کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ تم کو پیارا نہیں ہوں؟ ان سب لوگوں کے
اقرار کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جس کا پیارا ہوں تو علی بھی اس کے
پیارے ہیں اے پروردگار تو محبوب کر لے اس کو جو محبوب کرے علیؓ کو
اور دشمنی کا مزہ چکھا دے اسکو جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اور اے بار خدایا
جو علیؓ کی مدد کرے تو تو اسکی مدد کر، اور ذلیل و رسوا کر اس کو جو علیؓ کو مصیبت
میں تنہا چھوڑ دے۔ لوگو! سرکار کائناتؐ کو یہ اقوال کہتے ہوئے جس کسی
نے سنا ہو کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ اس سے زیادہ آدمیوں نے کھڑے
ہو کر گواہی دی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ ان آدمیوں کے سوا ایک قوم نے اس
شہادت کو چھپایا جس کی وجہ سے ان کو برص کا مرض ہو گیا۔ یعنی ان کے
جسم پر سفید داغ پڑ گئے اور وہ سب اندھے ہو کر اس دنیا سے فنا ہوئے
اس واقعہ کو خطیبؒ نے افراد میں بھی بیان کیا ہے۔
آپنے یہ زندہ کرامت دیکھی کہ اس قوم کے افراد اندھے ہو کر

موت کے گھاٹ اترتے ہیں۔ اللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ الْخَطَایَا۔

(۲۹) عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَرَضَ لِعَلِیٍّ رَجُلَانِ فِیْ خُصُوْمَۃٍ مَجْلَسَ فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ رَجُلٌ الْجِدَارُ فَقَالَ امْضِ کَفٰی بِاللّٰہِ حَارِسًا فَقَضٰی بَیْنَہُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ (رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ (کنز العمال صفحہ ۶) ترجمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کیلئے جناب شیر خداؑ کے پاس آئے اور ان کا جھگڑا سننے کیلئے آپؑ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے ایک نے کہا کہ دیوار گر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا بیان شروع کرو حفاظت کے لئے اللہ کافی ہے جب ان دونوں کے بیانات کو سن کر مقدمہ کا فیصلہ کر کے کھڑے ہو گئے تو اس کے بعد دیوار گر پڑی۔ اس واقعہ کو ابو نعیم نے بھی کتاب الدلائل میں بیان کیا ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَلِیًّا فَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَکَانَ قَدْ بَلَغَہٗ عَنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَیْسَ کَمَا تَقُوْلُ وَاَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِکَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَابْنُ عَسَاکِرَ (کنز العمال صفحہ ۶)

ترجمہ ابوالبختری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے پاس آکر آپؑ کی بڑھ چڑھ کر تعریف کرنا شروع کی۔ اس شخص کے متعلق جناب علیؑ کو اس سے پہلے ہی کچھ معلومات ہو چکی تھیں۔ آپؑ نے فرمایا تو جو بات نہیں بلکہ تو جو منافقانہ مدح سرائی کر رہا ہے میں تو اس سے بہت زیادہ بلند

ہوں یعنی تو جس قدر میرا مرتبہ سمجھتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالےٰ نے مجھے سربلند اور ذی مرتبہ کیا ہے اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حیدر کرارؓ کو اس جھوٹے مدح سرا کی خوشامد کا کشف ذریعہ الہام ہو جانا کرامت ہے۔

(۳۱) عَنْ جَعْفَرٍ لَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ كَانَ عَلِيٌّ يُفْطِرُ عِنْدَ الْحَسَنِ لَيْلَةً وَعِنْدَ الْحُسَيْنِ لَيْلَةً وَلَيْلَةً عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ لَا يَزِيْدُ عَلَى اللُّقْمَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ لَيَالٍ قَلَائِلُ يَاْتِيْ اَمْرُ اللّٰهِ وَاَنَا خَمِيْصٌ فَقُتِلَ مِنْ لَيْلَتِهٖ رَوَاهُ الْعَسْكَرِيُّ۔ کنز العمال۔

صفحہ ۶۲ (ترجمہ) امام جعفر صادقؓ سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ تھا اور جناب شیر خداؓ ایک ایک دن جناب امام حسنؓ جناب امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس روزہ افطار کرتے تھے اور دو تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں کرتے تھے۔ آپؓ کی کم خوردنی دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ اس قدر کم کیوں کھا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میری زندگی تو بہت تھوڑی سی رہ گئی ہے وہ وقت قریب ہے کہ میں بھوکا رہوں گا اور موت کا فرشتہ آ جائے گا۔ آپؓ اسی شب میں شہید کر دئے گئے اس واقعہ کو عسکری نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۲) عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لَقِيَنِيْ حَبِيْبِيْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْتُ اِلَيْهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَهٗ

وعن في الراحة منهم إلى تقعا ب فما بعث إلا ثلثا حتى قتله ابن ملجم فی
(کنز العمال صلا۴۱۲ ج ۶) ترجمہ حضرت امام حسنؓ و حسینؓ سے مروی ہے۔
کہ جناب شیر خداؓ نے فرمایا کہ رات کو خواب میں میرے محبوب یعنی رسول خدا
سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے عراقیوں کے اس طرز عمل کی شکایت
کی جو آپ کے بعد انھوں نے مجھے مخالفت اور ایذ رسانی کر کے پہنچائیں
اس پر رسالتمآب نے مجھے ان کی ایذا رسانی سے نجات دلا کر عنقریب راحت
و آرام دلانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس خواب کے بعد جناب شیر خداؓ
صرف تین دن اس دنیا میں مقیم رہے اور اس کے بعد شہید کر دئے گئے۔
اس واقعہ کو عدنی نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۳) عن الحسن بن كثير عن أبيه قال خرج علي إلى الفجر فأقبل
الوز يصحن في وجهه فطردوهن عنه فقال ذروهن فإنهن نوائح
فضربه ابن ملجم رواه ابن عساكر كنز العمال صلا۴۱۲ ج ۶ ترجمہ
جناب حسن بن کثیرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیر خداؓ نماز فجر
کیلئے تشریف لے گئے جہاں بطخیں آپ کے سامنے آ کر آپ کو دیکھ کر
چلانے لگیں۔ لوگوں نے ان کو آپ کے پاس سے ہنکایا۔ تو آپ نے فرمایا
ان کو رہنے دو چھوڑ دو یہ تو نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ پھر ابن ملجم نے آپؓ کو شہید
کیا اس واقعہ کو ابن عساکرؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔

(۳۴) عن عاصم بن ضمرة قال خطب الحسن بن علي وقال فيه
كان النبي إذا بعثه في سرية كان جبريل عن يمينه وميكائيل

عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ ۔

(کنز العمال صفحہ ۱۶۲ جلد ۶) ترجمہ جناب عاصم بن ضمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب امام حسین بن علیؓ نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ سرکار دو جہاںؐ جب والد بزرگوار حضرت علیؓ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپؓ کے دائیں طرف جبرئیلؑ اور بائیں جانب حضرت میکائیلؑ ہوتے تھے اور آپؓ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے یعنی جہاد میں حضرت علیؓ کے ساتھ جبرئیل اور میکائیل رہا کرتے تھے۔ اور اللہ کی امداد سے جناب شیر خدا اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۵) عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَلِىٍّ حِيْنَ بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَايَتِهٖ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَطَرَحَ تُرْسَهٗ مِنْ يَّدِهٖ فَتَنَاوَلَ عَلِىٌّ بَابًا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ نَفْسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ فِىْ يَدِهٖ وَهُوَ يُقَاتِلُ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ اَلْقَاهُ مِنْ يَّدِهٖ حِيْنَ فَرَغَ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِىْ فِىْ نَفَرٍ مَّعِىْ سَبْعَةٌ اَنَا ثَامِنُهُمْ نُجْهِدُ عَلٰى اَنْ نَّقْلِبَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(الرحمۃ المہداۃ مطبوعہ فاروقی دہلی صفحہ ۳۱۲ جلد ۲) ترجمہ حضرت ابو رافعؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالمؐ نے جب حضرت علیؓ کو اپنا جھنڈا دیکر خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم قلعہ خیبر کے پاس پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے تو خیبر والے آپؓ پر ٹوٹ پڑے آپ نے کشتوں کے

پشتے لگا دیئے تھے کہ آپ پر ایک یہودی نے چوٹ کرکے آپ کے ہاتھ سے
آپ کی ڈھال گرا دی۔ اس پر جناب حیدر کرار نے قلعہ کے ایک دروازہ کو
اکھیڑ کر اپنی ڈھال بنا لیا۔ اور اس کو ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں
لئے ہوئے شریک جنگ رہے۔ بالآخر دشمنوں پر فتح حاصل ہو جانے
بعد اس ڈھال نما دروازہ کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اس سفر میں میرے
ساتھ سات آدمی اور بھی تھے اور ہم آٹھوں آدمی مل کر اس دروازہ کو الٹ
دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ دروازہ جس کو تن تنہا حیدر کرار نے اپنے
ایک ہاتھ میں اٹھا لیا تھا اس کو ہم آٹھوں آدمی کوشش کے باوجود پلٹ تک
نہ سکے اور یہ آپؓ کی کرامت تھی۔

حضرت والا درجت مرشدی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ کا
یہ قول۔ مَا حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ وَلٰكِنْ حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ الٰهِيَّةٍ۔ یعنی میں نے اس کواڑ
کو انسانی قوت کے بل بوتہ نہیں اٹھایا بلکہ قوت الٰہی سے اٹھایا۔

اس قصہ کو امام احمد نے بھی بیان فرمایا ہے۔

(۲۶) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ فِي قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا
مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِنْ
كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ
الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(مشکوٰۃ صفحہ ۲) ترجمہ علامہ بیہقیؒ نے دلائل نبوّت میں ایک طویل قصہ کے ماتحت بیان کیا ہے کہ: رسول اللہ کے انتقال کے بعد جب ماتم پرسی ہونے لگی تو صحابہؓ نے گھر کے کونے سے ایک آواز سُنی ——

اے رسول اللہ کے گھر والو!! تم پر اللہ کا سلام ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ وہ ہر مشکل کو ٹال دیتا ہے۔ وہی بندوں کے غم غلط کرتا ہے۔ ہر وقت ہونے والی چیز کا وہ خوب پہچاننے والا ہے۔ اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا وہ خود نعم البدل ہو جاتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ تو دراصل وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم اور مایوس رہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون تھے؟ یہ خضر علیہ السلام تھے جو نبی تو نہیں لیکن کامل ولی ہیں۔

آپؓ کا حضرت خضر علیہ السلام کو شناخت کر لینا یہ بھی منجملہ دیگر کرامات کے آپؓ کی ایک کرامت تھی۔

انہی خصوصیتوں کے لئے تو کہا گیا ہے۔

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند
فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

———— ⁘ ————

کرامات سبط رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible] لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَكَثَتِ الدُّنْيَا سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَالشَّمْسُ عَلَى الْحِيطَانِ كَالْمَلَاحِفِ الْمُعَصْفَرَةِ وَالْكَوَاكِبُ يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَكَانَ قَتْلُهُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَكُسِفَتِ الشَّمْسُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَاحْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ بَعْدَ قَتْلِهِ ثُمَّ لَا زَالَتِ الْحُمْرَةُ تُرَى فِيهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَمْ تَكُنْ تُرَى فِيهَا قَبْلَهُ وَقِيلَ إِنَّهُ لَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيطٌ وَصَارَ الْوَرْسُ الَّذِي فِي عَسْكَرِهِمْ رَمَادًا وَنَحَرُوا نَاقَةً فِي عَسْكَرِهِمْ فَكَانُوا يَرَوْنَ فِي لَحْمِهَا مِثْلَ النِّيرَانِ وَطَبَخُوهَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ وَتَكَلَّمَ رَجُلٌ فِي الْحُسَيْنِ بِكَلِمَةٍ فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ مِنَ السَّمَاءِ فَطُمِسَ بَصَرُهُ كَذَا فِي تَارِيخِ الْخُلَفَاءِ ص ۲۰۸ وَفِيهِ أَيْضًا أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الدَّلَائِلِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ الْجِنَّ تَبْكِي عَلَى حُسَيْنٍ وَتَنُوحُ عَلَيْهِ

ترجمہ جب حضرت امام حسینؓ شہید کئے گئے تو دنیا کی سات دن تک یہ حالت تھی کہ :۔

۱ ۔ سورج کی روشنی دیواروں پر کسم میں رنگی ہوئی چادروں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ یعنی دھوپ بالکل پھیکی معلوم ہوتی تھی۔

۲ ۔ اور ایک ستارہ دوسرے ستارے پر گرتا تھا یعنی لگاتار آسمانی تارے ٹوٹ رہے تھے۔

۳۔ آپ کی شہادت دسویں محرم ۶۱ھ میں ہوئی اور اسی دن شدید ترین سخت سورج گرہن لگا۔

۴۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے کچھ عجیب طرح سُرخ رہے اور پھر وہ سرخی جاتی رہی۔ شہادت سے پہلے اور اس کے بعد پھر کبھی ویسی سُرخی نہیں دیکھی گئی۔

۵۔ آپ کی شہادت کے دن بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے سے تازہ تازہ خون نکلا۔

۶۔ ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھاس رکھی ہوئی تھی وہ راکھ ہو گئی۔

۷۔ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت میں سے آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔

۸۔ اور جب اس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہو گیا۔

۹۔ ایک شخص نے حضرت حسینؓ سے گستاخ باتیں کیں تو خدائے جبار و قہار نے اس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی تفصیل کے لئے دیکھئے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸)

۱۰۔ اور ان زبام کی اسی حالت سے متعلق حضرت ابو نعیمؒ نے کتاب دلائل میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ پر جنات کو روتے اور نوحہ کرتے سُنا۔

حضرت امام حسینؓ کی یہ دس کرامتیں تاریخ خلفاء سے نقل کی گئی ہیں ما بقی آگے دیکھئے۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے کسوف شمس سے اہل ہیئت کی اصطلاح جو آخری مہینہ میں رونما ہوتی ہے وہ نہیں بلکہ لغوی معنی یعنی آفتاب کا بے نور ہو جانا بتایا ہے۔

نیز ان مذکور بالا کرامات کو حافظ حدیث ابن حجرؒ نے مزید صحیح حوالوں کے ساتھ کتاب تہذیب التہذیب کی جلد دوم صفحات (۳۵۴ و ۳۵۵) پر بھی بیان کیا ہے۔

(۴۷ تا ۵۲) قَالَ خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ اَبِيهِ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ اِسْوَدَّتِ السَّمَاءُ وَظَهَرَتِ الْكَوَاكِبُ نَهَارًا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ الْاَسَدِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيهِ جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَاَيْتُهُ اَعْمَى يُقَادُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي اُمُّ اَبِي قَالَتْ شَهِدَ رَجُلَانِ مِنَ الْجُعْفِيِّينَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَتْ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَطَالَ ذَكَرُهُ حَتَّى كَانَ يَلُفُّهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَسْتَقْبِلُ الرَّاوِيَةَ بِفِيهِ حَتَّى يَاْتِيَ عَلَى اٰخِرِهَا وَفِي قِصَّةٍ عَنِ السُّدِّيِّ فَقُلْنَا مَا شَرِكَ فِي قَتْلِهِ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ بِاَسْوَءِ مِيتَةٍ فَقَالَ مَا اَكْذَبَكُمْ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ فَاَنَا مِمَّنْ شَرِكَ فِي ذَالِكَ فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى دَنَا مِنَ الْمِصْبَاحِ وَهُوَ يَتَّقِدُ بِنَفْطٍ فَذَهَبَ يُخْرِجُ الْفَتِيلَةَ بِاِصْبَعِهِ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِيهَا فَذَهَبَ يُطْفِئُهَا بِرِيقِهِ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِي لِحْيَتِهِ فَعَدَا فَاَلْقَى نَفْسَهُ فِي الْمَاءِ فَرَاَيْتُهُ كَاَنَّهُ حُمَمَةٌ

(تہذیب التہذیب الحافظ ابن حجرؒ ص ۳۵۴ و ۳۵۵ ج ۲) ترجمہ۔

خلف بن خلیفہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کیوقت آسمان کالا ہوگیا اور دن میں ستارے نکل آئے۔

محمد بن صلت اسدی نے ربیع بن منذر ثوری اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر امام حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ اندھا ہوگیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ لیگیا

ابن عیینہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا قبیلہ جعفیین کے دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو لپیٹتا تھا اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استسقا ہوگیا کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ کو لگالیتا اور اس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔

سدیؒ ایک قصہ بیان کرتے کہ میں ایک جگہ مہمان گیا۔ جہاں قتل حسینؓ کا تذکرہ ہو رہا تھا میں نے کہا حسینؓ کے قتل میں جو شریک ہوا وہ بڑی موت مرا جس پر گفتگو کرنے والے نے کہا۔ اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو۔ مجھے دیکھو میں قتل حسینؓ میں شریک تھا لیکن ابتک بری موت سے محفوظ ہوں۔

اسی لمحہ اس جلتے ہوئے چراغ میں اور تیل ڈال کر بتی کو اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنے تھوک سے بجھا رہا تھا کہ اس کی داڑھی میں آگ لگ گئی وہ وہاں سے دوڑا۔ اور پانی میں کود پڑا تاکہ آگ بجھ جائے لیکن آخر کار جب اسے دیکھا تو وہ

جل کر کوئلہ ہو گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ انجام ہے۔

(٥٣) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَدَخَلَتْ فِيهِ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ تیسر کبیری صفحہ ۱۰۹)

ترجمہ۔ عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر مسجد کے برآمدے میں برابر رکھے گئے اور میں اس وقت ان لوگوں کے پاس پہنچا جبکہ وہ لوگ کہہ رہے تھے وہ آگیا۔ وہ آگیا کہ اتنے میں ایک سانپ نے آکر ان سروں میں گھسنا شروع کیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں گھستا اور اس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر باہر آجاتا۔

اس واقعہ کو امام ترمذیؒ نے بیان کر کے اس کی سند کو بھی صحیح کہا ہے۔

کرامات سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۴۳ و ۵۵) فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَآءِ مَا لَفْظُہٗ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ رُوِیْنَا مِنْ وُجُوْہٍ اَنَّہٗ لَمَّا احْتُضِرَ قَالَ لِاَخِیْہِ یَآ اَخِیْ اِنَّ اَبَاكَ اسْتَشْرَفَ لِهٰذَا الْاَمْرِ فَصَرَفَہُ اللّٰہُ عَنْہُ وَوَلِیَهَا اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ اسْتَشْرَفَ لَهَا وَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُمَرَ ثُمَّ لَمْ یَشُكَّ وَقْتَ الشُّوْرٰی اَنَّهَا لَا تَعْدُوْہُ فَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمٰنُ بُوْیِعَ عَلِیٌّ رض ثُمَّ نُوْزِعَ حَتّٰی جُرِّدَ السَّیْفُ فَمَا صَفَتْ لَہٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَرٰی اَنْ یَّجْمَعَ اللّٰہُ فِیْنَا النُّبُوَّۃَ وَالْخِلَافَۃَ فَلَآ اَعْرِفَنَّ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ الْكُوْفَۃِ فَاَخْرَجُوْكَ وَقَدْ كُنْتُ طَلَبْتُ اِلٰی عَآئِشَۃَ اَنْ اُدْفَنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ نَعَمْ وَمَآ اَظُنُّ الْقَوْمَ اِلَّا سَیَمْنَعُوْنَكَ فَاِنْ فَعَلُوْا فَلَا تُرَاجِعْهُمْ فَلَمَّا مَاتَ اَتَی الْحُسَیْنُ رض اِلٰی اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَآئِشَۃَ رض فَقَالَتْ نَعَمْ وَكَرَامَۃٌ فَمَنَعَهُمْ مَرْوَانُ فَلَبِسَ الْحُسَیْنُ رض وَمَنْ مَّعَہُ السِّلَاحَ حَتّٰی رَدَّہٗ اَبُوْ هُرَیْرَۃَ رض ثُمَّ دُفِنَ بِالْبَقِیْعِ اِلٰی جَنْبِ اُمِّہٖ (صـ ۱۳۵)

ترجمہ حافظ حدیث ابن عبد البر نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ہم کو کئی سندوں سے یہ خبر پہنچی ہے حضرت امام حسن رض قریب المرگ ہوئے تو انھوں نے حضرت حسین رض سے کہا اے بھائی!!! اباجان کو امر خلافت کا خیال ہوا تھا کہ اسلام کی خدمت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے مدنظر ان کو خلافت نہ دیکر

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کا والی بنا دیا۔ ان کی وفات کے بعد جب پھر ابا جان کو اسکا خیال ہوا تو سلطنت خلافت حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دی۔

اور فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ میں ابا جان کو یقین تھا کہ خلافت ان سے تجاوز نہ کرے گی یعنی وہی خلیفہ مقرر کیے جائیں گے لیکن خلافت کی باگ ڈور حضرت عثمانؓ کے سپرد کر دی گئی۔ اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد والد بزرگوار حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی یعنی وہ خلیفہ بنائے گئے پھر ایک فتنہ برپا ہوا جسمیں تلواریں کھینچ لی گئیں اور لڑائیاں ہوئیں یعنی وہ خلافت ابا جان کو بلا غبار نہیں ملی خدا کی قسم میں یہ امر تجویز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت نبوی میں نبوت اور خلافت دونوں چیزوں کو جمع کر دے۔ یعنی میرا اندازہ یہ ہے کہ خلافت اہل بیت میں نہیں رہے گی۔ اور یقیناً میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوفے کے بیوقوف تمکو حرکت دیکر جنگ و جدال کیطرف متوجہ کر دیں اور تمکو دطن سے باہر نکال دیں۔ ان امور کا اسوقت تک بظاہر کوئی قرینہ تو نہ تھا کہ کوفی حضرت حسینؓ کے ساتھ ناز یبا برتاؤ کریں گے۔ لیکن آپ کو کشف کے ذریعہ یہ سب کچھ معلوم ہو جانا آپ کی کرامت تھی۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میری خواہش یہ کہ میں رسول اللہ کے پاس دفن کیا جاؤں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اقرار فرمایا تھا۔ یعنی سرکار کے پاس دفن ہونے کی مجھے اجازت دیدی تھی اور جب میں مرجاؤں تو اسکی درخواست ان سے پھر کر لینا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی میرا گمان ہے کہ قوم تمکو اس

بات سے روکے گی اور اگر وہ ایسا کریں یعنی تیرے دفن سے تم کو روکیں تو ان سے بد بار نہ کہنا۔

الحاصل حضرت حسنؓ کی وفات پر جناب حسینؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جا کر کہا انہوں نے جواب دیا نہایت خوشی سے۔ لیکن مدینہ کے گورنر مروان نے انکو وہاں دفن کرنے سے منع کر دیا اس پر حضرت حسینؓ اور انکے رفقاء مسلح ہو کر لڑائی کیلئے آمادہ ہو گئے لیکن ابو ہریرہؓ نے ان کو اس ارادہ جنگ سے باز رکھا اور کہا اس موقع پر اگرچہ مروان نے نامعقول اور ناشائستہ حرکت کی ہے لیکن تمہارا آمادہ جنگ ہونا مناسب نہیں۔

آخر کار حضرت حسنؓ مقام بقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دفن ہوئے سیدنا امام حسنؓ کی وفات کے وقت رفقاء اہل بیت کی کثرت کی وجہ کسی سے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ آپ کو دفن سے روکا جائے گا۔ لیکن امام عالیمقام نے ظاہری حالات کے خلاف جس ہونے والا واقعہ کو بذریعہ کشف ظاہر کیا وہ آپ کی کرامت تھی۔

کرامات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۶ و ۵۷ ہے فی تہذیب التہذیب (ص ۴۸۱ ج ۳) وَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ لَمَّا مَاتَ (اے سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ) مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ حَمَلَتْهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْمَا رُوِيَ عَنْهُ مِنْ وُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ترجمہ تہذیب التہذیب

جلد سوم ص۳۴) پر درج ہے کہ حضرت سعدؓ کی وفات پر منافقوں نے کہا
کہ ان جنازہ کتنا ہلکا ہے ۔ اس پر سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا جنازہ کو ملائکہ
اٹھائے ہوئے ہیں اس لئے ہلکا معلوم ہو رہا ہے ۔ علاوہ کہ حضرت
سعدؓ بڑے موٹے تازے آدمی تھے جیسا علامہ واقدیؒ نے کتاب المغازی
اور زیلعیؒ نے تخریج الہدایہ جلد اول (ص۳۰۵) پر درج کیا ہے ۔
اور کئی معتبر سندوں کے ذریعہ مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ
سعد بن معاذؓ کی موت کے وقت عرش اعظم بھی اس شوق میں جھوم گیا کہ
اب انؓ کی روح ہمارے پاس آ جائے گی ۔

(۵۸) وروی ابن سعد عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی سعد بن معاذ لقد شھدہ سبعون الف ملک
ثم ینزلوا الی الارض قبل ذلک الحدیث زرقانی ص۲۰۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے حضرت ابن سعدؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت
سعد بن معاذؓ کے بارے میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے
جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے جو اس سے پہلے اتنی تعداد میں
کبھی زمین پر نہیں آئے ۔ تا ختم حدیث شریف ۔

(۵۹) قال الزھری عن ابن المسیب عن ابن عباس قال سعد
بن معاذ ثلث انا فیھن رجل (کما ینبغی) وما سوی ذلک
فانا رجل من الناس ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حدیثا قط الا علمت انہ حق من اللہ تعالیٰ ولا کنت فی صلوۃ قط

فَشَغَلْتُ نَفْسِیْ بِغَیْرِ حَاجَتِیْ اَقْضِیْهَا وَلَا کُنْتُ فِیْ جَنَازَۃٍ قَطُّ حَدَّثْتُ نَفْسِیْ بِغَیْرِ مَا تَقُوْلُ وَیُقَالُ لَهَا حَتّٰی اَنْصَرِفَ مِنْهَا قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَهٰذِهِ الْخِصَالُ مَا کُنْتُ اَحْسَبُهَا اِلَّا فِیْ نَبِیٍّ کَذَا فِیْ تَهْذِیْبِ التَّهْذِیْبِ

دالکشف مشتوقہ ۵۹) ترجمہ زہری نے ابن مسیب کے ذریعہ حضرت ابن عباس کے بیان پر کہا حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ تین آدمیوں میں سے میں ایک شخص ہوں میں نے رسول اللہؐ سے جو حدیث بھی سُنی وہ اللہ تعالےٰ کا حق ہے اور میں نے کثرت مشاغل کے باوجود اپنی پوری نمازیں پڑھی ہیں اور میں جس جنازے میں شریک ہوا تو میں نے اس سے باتیں کیں ۔

حضرت ابن مسیبؒ کہتے ہیں کہ میں تو ان خصلتوں کو صرف انبیاء کرام ہی جانتا تھا لیکن اپنی آنکھوں سے یہ حضرت سعدؓ ہی دیکھ لیں ۔ ایسا ہی تہذیب التہذیب جلد سوم صفحہ (۴۸۲) مطبوعہ حیدرآباد دکن میں مرقوم ہے ۔

(۶۰ و ۶۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَمَا رَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ الْحَدِیْثَ وَفِیْهِ وَکَانَ سَعْدٌ اُصِیْبَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ فِی الْاَکْحَلِ فَضَرَبَ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْمَةً فِی الْمَسْجِدِ لِیَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِیْبٍ فَقَالَ سَعْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیْسَ قَوْمٌ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اُجَاهِدَ هُمْ فِیْكَ مِنْ قَوْمٍ کَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ فَاِنْ کَانَ بَقِیَ مِنْ حَرْبِ قُرَیْشٍ شَیْءٌ فَاَبْقِنِیْ حَتّٰی

أُجَاهِدُهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا۔

أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ أَوْ أَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَحَكَمَ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيَى نِسَاؤُهُمْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ حُكْمَ اللهِ فِيهِمْ وَكَانُوا أَرْبَعَمِائَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ۔ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

(تکشف ص ۲۹ ج ۵) - ترجمہ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ جب رسول اللہ جنگ خندق سے لوٹ کر آئے۔ اسی میں یہ قصہ بھی ہے کہ حضرت سعدؓ کی ہفت اندام رگ میں تیر لگا تھا۔ رسول اللہ نے قریب ہی سے ان کی عیادت کیلئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا جس پر حضرت سعدؓ نے دعا کی اے اللہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ کو جھٹلایا اور ان کو مکہ معظمہ سے جلاوطن کیا ہے۔ مجھے ایسے لوگوں سے جہاد کرنا بہت زیادہ محبوب ہے۔

اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہم میں اور ان میں لڑائی بند کر دی ہے

یعنی میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ ہم مسلمانوں اور ان ظالموں میں کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ اگر میرا یہ خیال غلط ہے اور قریش کے ساتھ کوئی معرکہ ہونا باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کروں اور اگر میرا یہ گمان غلط ہے کہ ہم سے ان کا کوئی معرکہ نہ ہوگا۔ تو میرے زخم کے خون کو جاری کر دے اور اسی میں مجھے موت دیدے۔ چنانچہ اسی رات کو اس رگ کا منہ کھل گیا اور مسجد والوں نے دیکھا کہ آپ کا خون بہہ رہا تھا آپؓ نے وفات پائی۔

اس حدیث کو شیخان یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کو جنگ خندق میں ایک تیر لگا جس سے ہفت اندام کی رگ کٹ گئی جس کو رسول اللہ نے خون تھم جانے کے لئے آگ سے داغ دیا خون تو رک گیا مگر حضرت معاذؓ کا ہاتھ سوج گیا چونکہ خون روانی میں جوش تھا اس لئے خون پھر بہنے لگا آپؐ نے دوبارہ داغ دیا اس سے خون تو رک گیا مگر ہاتھ پر ورم زیادہ ہوگیا حضرت سعدؓ یہ دیکھ کر کہا اے اللہ! اس وقت تک میری روح پرواز نہ ہو جب تک بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں یعنی ان کی شرارت کی سزا دیکھنے کے بعد مجھے موت آجائے۔

چنانچہ ان کی رگ کا خون بند ہوگیا اور ایک بوند بھی نہ نکلی یہاں تک کہ بنو قریظہ نے محاصرہ سے عاجز آکر سرکار دو عالم کے حکم پر اس شرط کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے کہ حضرت سعدؓ ہمارے لئے

جو تجویز کریں وہی کارروائی ہم سے کی جائے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے شریعت کے موافق ان کے مقدمہ میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے سعدؓ تم نے اس مقدمہ میں خدا کے حکم کے موافق فیصلہ دیا ہے ان لوگوں کی تعداد چار سو تھی حسب فیصلۂ مذکورہ جب ان کے قتل سے فراغت ہو گئی تو ان کی وہ بعنت اندام کی رگ پھر پھٹ پڑی اور ان کا انتقال ہو گیا۔

اس روایت کو امام ترمذی نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی صحت کا بھی اقبال و اقرار کیا ہے۔ (تکشف جلد نہم صفحات ۸۸ و ۸۹)

اس قصہ میں حضرت سعد بن معاذؓ کی کئی کرامتیں درج ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے خیال سے ہماری اور مشرکین قریش کی جنگ موقوف ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد کوئی معرکہ نہیں ہوا۔ اور فتح مکہ میں چھوٹی سی تبرد آزمائی اور چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی جس کو عربی زبان میں مقاتلہ کہتے ہیں۔ دوسری کرامت جاری خون کا بند ہو جانا اور تیسری کرامت بند خون کا بہنے لگنا اور ااوی کا۔ فَلَمَّا فَهِمَ کا لفظ استعمال کرنا صرف اختصار بیان کے گئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فَلَمَّا فَهِمَ وَدَعَا بِمَا فِي الْحَقِّ الْأَوَّلِ فَانْفَتَقَ۔ تفصیل کے لئے تکشف ملخصاً ص صفحہ ۱۰)

~~~~~~~~ ⁂ ~~~~~~~~
~~~~~~~~

کرامات حضرت خُبَیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۶۲ و ۶۳) رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ وَکَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ اَسِیْرًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ خُبَیْبٍ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَاْکُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَکَّۃَ یَوْمَئِذٍ ثَمَرَۃٌ وَاِنَّہٗ لَمُوْثَقٌ فِی الْحَدِیْدِ وَمَا کَانَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ (جلد دوم ص۵۸۵) ترجمہ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصہ میں بیان کیا ہے کہ وہ خاتون جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے کسی قیدی کو حضرت خبیب سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خبیب مکہ معظمہ میں کافروں کی قید و بند میں تھے۔

نیز انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت خبیبؓ کو جب وہ لوہے کے پنجرہ میں مقید تھے اور کہیں آ جا نہ سکتے تھے اور اس وقت مکہ معظمہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ انھیں انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا اور ان کا وہ کھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق تھا۔ حضور ختمی نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا ہے کوئی جو خبیبؓ کی لاش کو سولی پر سے اتار لائے؟ چنانچہ حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور پھر روانہ ہو گئے۔ وہ رات کو چلتے اور دن کو چھپ رہتے چنانچہ اس سولی کے پاس پہونچ گئے جہاں چالیس محافظ موجود تھے لیکن سب

سوار ہے تھے۔

ان دونوں نے حضرت حبیبؓ کو سولی پر سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ لیا۔ اگرچہ حضرت حبیبؓ کے قتل کو چالیس دن گزر چکے تھے لیکن ان کا جسم بالکل تازہ تھا زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

صبح کے وقت جب قریش کو اس کی خبر ہوئی تو چاروں طرف شتر سوار دوڑا دیے۔ کچھ شتر سواروں نے آپ دونوں کو آ لیا حضرت زبیرؓ نے یہ دیکھ کر لاش کو فوراً زمین پر رکھ دیا اور زمین انھیں نگل گئی اسی لئے تو حضرت حبیبؓ کو بَلِیعُ الْاَرْض کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے ان کفار کی طرف منہ کر کے کہا۔ میں زبیر ابن العوام ہوں اور حضرت صفیہؓ بن عبدالمطلب میری ماں ہیں اور یہ میرے رفیق حضرت مقداد بن الاسودؓ ہیں۔ تمہارا جی چاہے تو تیر دل سے۔ اور کہو تو آ کر نیزے اور تلوار سے لڑیں اور چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔ چنانچہ وہ شتر سوار کافر واپس ہو گئے۔

ان دونوں حضرات نے حضور اقدس میں کل ماجرا بیان کیا اور اسی آنحضرت جبرئیل امین نے مجلس میں حاضری دیکر کہا کہ سرکار آپکے ان دونوں اصحاب کی فرشتوں میں تعریف ہو رہی ہے۔

مندرجہ تاریخ حبیب از مولفہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ صفحہ (۵ ۸ ۲ ۸) کے اس قصبہ پنداد

مطلع نہیں ہوا مگر چونکہ تاریخ حبیب اللہ نہایت ہی معتبر کتاب ہے پس موجودہ کتاب سے اس قصہ کی نقل کافی ہے

(۲۴ و ۲۵) بخاری ، البخاری فی قصۃ طویلۃ وبعث قریش الی عاصم لیؤتوا بشیء من جسدہ یعرفونہ وکان عاصم قتل عظیما من عظمائہم یوم بدر فبعث اللہ علیہم مثل الظلۃ من الدبر فحمتہ من رسلہم فلم یقدروا منہ علی شیء۔

(ملاحظہ ۲۶) ترجمہ۔ حضرت امام بخاری ؒ نے ایک قصہ کے تحت روایت کی ہے کہ کفار قریش نے اپنے ایک دستہ کو حضرت عاصمؓ کی لاش میں سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر لانے کے لئے بھیجا۔ تاکہ اس عضو بدن کو دیکھ کر ان کے قتل کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے دل کو ٹھنڈک بھی ہو جائے کہ یہی وہ عاصمؓ ہیں جنہوں نے ہمارے ایک بڑے آدمی کو جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ اس دستہ کے پہنچتے ہی اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت عاصمؓ اور ان کے مقتول ساتھیوں کی لاش پر شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا جنہوں نے ان شہیدوں کی لاش کو ان سے محفوظ کر دیا اور وہ کافر کچھ بھی نہ کر سکے۔

بخاری شریف کے حاشیہ پر حضرت ابن اسحٰقؒ نے یہ مضمون بھی لکھا ہے کہ حضرت عاصمؓ نے حق تعالیٰ سے عہد کر لیا تھا کہ کوئی مشرک ان کو چھو نہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ قصہ معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معاہدہ کے مدنظر اپنے مسلمان بندہ کی

اس کے انتقال کے بعد بھی حفاظت کی۔

بظاہر اگرچہ حضرت عاصم کی لاش کی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا لیکن پروردگار نے اس کی حفاظت کی۔ اور ان کے جسد اطہر کو کوئی کافر ہاتھ تک نہ لگا سکا۔ اور آپ کا عہد بھی پورا ہو گیا۔ یہ سب آپ کی کرامتیں تھیں۔

کرامات حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۶) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهٗ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا اِلَيْهَا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوا الْاَرْشَ فَاَبَوْا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتٰبُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (مشکوٰۃ ۳۰۰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ) ترجمہ حضرت انس بن نضر جو حضرت انس بن مالک کے بھتیجے تھے روایت کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے کسی لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تھا۔ ہمارے قومیوں نے اس

لڑکی والوں سے معافی مانگی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ تم لوگ دیت یعنی دانت کے بدلے میں دانت لینے کے بجائے کچھ رقم لے لو اس پر بھی ان لوگوں نے انکار کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی دینے اور دیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے قصاص طلب کیا۔ چنانچہ بحکم قرآن کریم سرور عالم ﷺ نے قصاص ہی کا حکم دیا۔ اس پر حضرت انس بن نضرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میری پھوپھی حضرت ربیعؓ کا اگلا دانت توڑ دیا جائیگا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کیساتھ بھیجا ہے۔ ان کا دانت تو توڑا نہیں جائے گا۔ آپ کا یہ قول شریعت کے مقابلہ میں انکار کے طور پر نہیں تھا بلکہ غلبہ حال میں ایسا توکل اور بھروسہ غالب ہوا تو قسم کھالی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے دل میں معافی ڈالدیں گے یا پھر یہ لوگ دیت قبول کرلیں گے، اس پر سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انسؓ اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے اس پر ان لوگوں نے خوش ہو کر دانت کا بدلہ معاف کر دیا۔ اسی واقعہ پر سرور عالم ﷺ نے فرمایا بیشک بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔

ایسی قسم صرف غلبہ حال و کیفیت میں ہوتی ہے۔ جب تک ہر شخص حضرت انسؓ جیسی کیفیت و صلاحیت پیدا نہ کرے اسکو ہرگز ایسی قسم نہ کھانا چاہیئے۔

کرامات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(٦٧) رَوَی الْبُخَارِیُّ فِی قِصَّةٍ طَوِیْلَةٍ اَمَا وَاللّٰہِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُكَ ھٰذَا کَاذِبًا قَامَ رِیَاءً وَّسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ بِالْفِتَنِ وَکَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ یَقُوْلُ شَیْخٌ کَبِیْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ فَاَنَا رَاَیْتُہٗ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاہُ عَلٰی عَیْنَیْہِ مِنَ الْکِبَرِ وَاِنَّہٗ لَیَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِیْ فِی الطُّرُقِ یَغْمِزُھُنَّ (ص١٠٣ ج ١) ترجمہ

امام بخاریؒ ایک طویل قصے میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم میں اس شخص کے لئے بد دعا کرتا ہوں جس نے میری تین باتوں کی جھوٹی شکایت کی تھی۔

اے اللہ! یہ تیرا جھوٹا بندہ جو مکاری سے شکایتیں سنانے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اس کی عمر دراز کردے اس کی محتاجی میں اضافہ کردے اور اس کو فتنہ و فساد میں مبتلا کردے۔

حضرت سعد کی اس دعا کے بعد لوگوں نے اسے دیکھا کہ جب اس سے خیریت دریافت کی جاتی تو وہ بوڑھا پھونس جواب دیتا۔ میں بالکل بڈھا ہو گیا ہوں۔ میری عقل ماری گئی ہے اور مجھے سعدؓ کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے اس بڈھے کو اس حال میں

میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کو اس کی دونوں بھوؤں نے بالکل چھپا لیا تھا اور وہ رستہ چلتے لونڈیوں باندیوں کو روکتا تھا اور ایسا بے حیا ہوگیا تھا رستہ ہی میں چھیڑ چھاڑ کرتا اور افلاس وغربت کی وجہ وہ ایسی قسم کی ذلیل حرکتیں کیا کرتا تھا۔ وہ اگر مالدار رہتا تو اس میں شرم و لحاظ کا کچھ اثر رہتا۔

الحاصل حضرت سعدؓ کی یہ تینوں باتیں درازی عمر، افلاس اور فتنہ میں مبتلا ہونا درگاہ خداوندی میں مقبول ہوگئیں۔

(۶۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَیْتُ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِہٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْہِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ کَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَیْتُہُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۵۳۱ ج ۲) حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یوم اُحد میں سرکار دو عالم کے دائیں اور بائیں دو سفید پوش لوگوں کو دیکھا جو بڑی سخت جنگ لڑ رہے تھے ایسے جنگ جو میں نے نہ تو پہلے دیکھے اور نہ بعد میں۔ اور یہ دونوں سفید پوش حضرات جبرائیل و میکائیل علیہما السلام

کرامات حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(٦٩) رَوَى الْوَاقِدِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمَغَازِيْ قَالَ وَكَانَ حَنْظَلَةُ بْنُ
اَبِيْ عَامِرٍ تَزَوَّجَ جَمِيْلَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلُوْلٍ وَدَخَلَ عَلَيْهَا
لَيْلَةَ قِتَالِ اُحُدٍ بَعْدَ اَنِ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَ جُنُبًا وَاَخَذَ سِلَاحَهُ يَلْحَقُ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَاَرْسَلَتْ
اِلٰى اَرْبَعَةٍ مِنْ قَوْمِهَا فَاَشْهَدَتْ عَلَيْهِمْ اَنَّهُ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَسَاَلُوْهَا
فَقَالَتْ رَاَيْتُ فِيْ لَيْلَتِيْ كَاَنَّ السَّمَاءَ فُرِجَتْ ثُمَّ اُدْخِلَ فِيْهَا وَاُغْلِقَتْ
دُوْنَهُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ مَقْتُوْلٌ مِنَ الْغَدِ وَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ ثَابِتُ بْنُ
قَيْسٍ فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَلَمَّا انْكَشَفَ
الْمُشْرِكُوْنَ اِعْتَرَضَ حَنْظَلَةُ لِاَبِيْ سُفْيَانَ يُرِيْدُ قَتْلَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ
الْاَسْوَدُ بْنُ شَعُوْبٍ بِالرُّمْحِ فَقَتَلَهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنِّيْ رَاَيْتُ الْمَلٰئِكَةَ تُغَسِّلُ حَنْظَلَةَ بْنَ اَبِيْ عَامِرٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ
بِمَاءِ الْمُزْنِ فِيْ صِحَافِ الْفِضَّةِ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَذَ
هَبْنَا فَنَظَرْنَا اِلَيْهِ فَاِذَا رَاْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ فَرَجَعْتُ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَرْسَلَ اِلَى امْرَاَ
تِهِ فَسَاَلَهَا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ انتہی (زیلعی تخریج ہدایہ
جلد ا ص٢٨٣ و ٢٨٤ مطبوعہ دہلی) ترجمہ: حافظ حدیث علامہ واقدیؒ نے
کتاب مغازی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حنظلہؓ بن عامرؓ نے جمیلہ دختر

عبداللہ بن ابی سلولؓ سے شادی کی اور سرکار دو عالمؐ سے اجازت لیکر جنگ احد کی ایک رات اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے اور اسی حالت جنابت میں صبح سویرے ہتھیار لگا مسلمانوں کی فوج میں پہونچ گئے۔

ادھر ان کی نئی دلھن نے اپنی قوم کے چار آدمیوں کے پاس اطلاع بھیجی کہ میرے خاوند ہمبستری کے بعد جہاد میں چلے گئے اور لوگوں کو اس لئے گواہ کر لیا تاکہ حمل رہ جانے کی صورت میں کسی کو کوئی بات کہنے کی گنجائش نہ رہے۔ جس کو سہیلی نے کتاب زیلعی جلد اول صفحہ میں بھی ذکر کیا ہے لوگوں نے اس نئی دلھن سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو تو اس نے جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا آسمان کھولا گیا۔ اس میں حنظلہ داخل ہوئے پھر آسمان کے دروازے بند کر دئے گئے جس کو مجھے یقین ہوا کل وہ شہید کر دئے جائیں گے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت کے بعد ان نیک سیرت بی بی کا ثابت بن قیس کے ساتھ نکاح ہوا جن کے پیٹ سے محمد بن ثابت بن قیس ہیں۔

اور ادھر کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حنظلہؓ نے فوج میں آتے ہی دل کھول کر ہاتھ دکھائے جس کے نتیجہ میں مشرکین کو شکست نظر آرہی تھی اور انہوں نے ابو سفیان کو جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مارنا ہی چاہا تھا کہ پیچھے سے اسود بن شعیب نے حملہ کر کے حنظلہ کو ایسا برچھا مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں کو

دیکھا کہ وہ حنظلہؓ بن ابی عامر کو نقرئی طشت یعنی چاندی کے ٹب میں مینہ کے پانی سے آسمان و زمین کے بیچ میں نہلا رہے تھے۔

ابواسید ساعدی نے کہا کہ ہم نے حنظلہ کو دیکھا کہ ان کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اور یہ دیکھ کر میں نے فوراً رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضری دیکر تمام واقعہ سنایا۔ اس پر سرور عالمؐ نے انکی بیوی کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ ان کی حالت روانگی معلوم کرے چنانچہ اس قاصد سے جناب جمیلہ نے کہا کہ وہ جہاد کے میدان میں گھر سے بحالت جنابت گئے تھے یعنی ان کو غسل کی ضرورت تھی۔

ہر وہ شخص جو بحالت جنابت شہید ہو جائے تو شریعت اسلامیہ کے مد نظر ایسے شہید کو بھی غسل دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ حنظلہ کو غسل کی ضرورت تھی اور اسلامی فوج کے کسی آدمی کو اس کی اطلاع نہ تھی کہ انکو غسل دیتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حنظلہ کو غسل دلایا۔

حضرت حنظلہ شہید کے سر کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپکتے ہوئے رسول مقبولؐ کے سوائے اور لوگوں نے بھی دیکھیں اور یہ بھی آپؓ کی کرامت تھی۔

کرامت ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

(۷۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشْتَدُّ فِی اَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ یَقُوْلُ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْمُشْرِکِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِیًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ کَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِکَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِکَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۱)

(۷۰) ترجمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے دن ایک مسلمان شخص ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس نے اپنے آگے والے مشرک کے سر پر ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی اور گھوڑے سوار کو یہ بھی کہتے سنا کہ اے حیزوم (جو حضرت جبریل کے گھوڑے کا نام ہے) آگے بڑھ اس کے بعد مشرک کو چت گرا ہوا دیکھا جس کی ناک چر گئی تھی اور چہرہ لہولہان ہو گیا تھا جیسا کہ خوب زور سے کوڑے مارنے کی وجہ ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے ہی اس کے بدن کے سب اعضا نیلے پڑ گئے تھے۔

چنانچہ ان انصاری نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

پوراواقعہ بیان کیا۔ جس پر سرکار کائنات نے فرمایا تو نے سچ کہتا ہے یہ تو تیسرے آسمان کی مدد تھی۔

چنانچہ مسلمانوں نے اس روز ستر مشرکوں کو قید کیا اور ستر کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ اسکو امام مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۷) فِی الْمِشْکٰوۃِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَھُوَ یُؤْکَلُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

(ص۵۳۸ ج ۲) ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بروایت امام بخاریؒ مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہم کئی صحابی جو کھانا کھا رہے تھے۔ ہم نے سُنا کہ وہ غذا ہم جو کھا رہے تھے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح کر رہی تھی۔ یعنی وہ کھانا سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہا تھا۔

ابونعیم نے دلائل النبوت میں ایک طویل قصہ کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رات میرے سامنے چھوارے کے پیڑوں میں سے ایک کالا بادل اٹھا جس سے مجھے خوف ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کوئی صدمہ نہ پہنچے لیکن آپ کا یہ حکم یاد آنے پر کہ "اس جگہ سے مت ہٹنا"

میں اپنی جگہ جما رہا۔ اور اسی حالت میں میں نے سنا کہ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو وہ سارا بادل بیٹھ گیا۔ اور صبح ہوتے ہوتے وہ پورا بادل چھٹ گیا۔ صبح کو رسول اللہؐ کی اس جگہ تشریف آوری پر میں نے اپنا اندیشہ اور پورا واقعہ سنایا تو سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ نصیبین کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے۔

(تفصیل کے لئے دیکھو الکلام المبین مولانا مفتی عنایت احمدؒ ص ۱۱۱ و ۱۱۲) چونکہ جنات کو دیکھنا خلاف عادات ہے اس لئے اسکو بھی خوارق میں شمار کیا گیا۔

کرامات حضرت اسید بن حضیر و عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۴۳۔۴۷) عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّہُمَا حَتّٰی ذَہَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ فِیْ لَیْلَۃٍ شَدِیْدَۃِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْقَلِبَانِ وَبِیَدِ کُلٍّ وَّاحِدٍ مِّنْہُمَا عُصَیَّۃٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِہِمَا لَہُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْئِہَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِہِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاہُ فَمَشٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاہُ حَتّٰی بَلَغَ اَھْلَہٗ

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوٰۃ ص ۵۴۴ ج ۲) ترجمہ حضرت انسؓ روایت

کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ؐ سے جناب اسید و عباد نے اپنی کچھ ضرورتیں ظاہر کیں جس میں کچھ رات ہو گئی۔ رات بہت ہی تاریک تھی چنانچہ وہ اسی اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹے ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی اور لالٹین کا کام دینے لگی جس کی روشنی کی مدد سے دونوں چلنے لگے۔ جب ایک کا رستہ ختم ہو گیا۔ اور دوسرے کو آگے جانا تھا تو اس روشن عصا نے اس دوسرے کی لاٹھی کو بھی روشن کر دیا اور یہ دوسرا بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور یہ دونوں آدمی اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے بال بچوں میں پہنچ گئے اس کو امام بخاری نے بھی بیان کیا ہے۔

اس قصہ میں دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بغیر کسی تیل بتی کے ایک لاٹھی روشن ہو گئی اور دوسری کرامت یہ کہ ایک لاٹھی سے دوسری لاٹھی جس میں کوئی الکٹرک کرنٹ نہیں تھا وہ بھی روشن ہو گئی اور رات کے اندھیرے سے ان دونوں حضرات کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

کرامات پدر حضرت جابر رضی اللہ عنہما

(۵۱) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ

غَيْرُ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُهُ مَعَ آخَرَ فِيْ قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۴) ترجمہ

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے وقت ایک رات مجھے میرے پدر بزرگوار نے طلب کرکے فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ کی شہادت میں سب سے اول میری شہادت واقع ہوگی۔ رسول اللہ کے علاوہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تم ہو۔ سنو!!! مجھ پر ایک آدمی کا قرضہ ہے وہ تم ادا کر دینا اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ صبح کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے میرے والد ماجد ہی نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ میں نے ان کو اور ان کے ایک ساتھی کو جگہ کی تنگی کی وجہ ایک ہی قبر میں سپرد خاک کیا۔ اس کو امام بخاری نے بھی بیان کیا ہے۔

یہ الہام کشفی دراصل کرامت ہی کرامت ہے۔

کرامات بعض صحابہ رضی اللہ عنہ

(۷۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نُغَسِّلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ

فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

(مشکوٰۃ ص۵۴۸ ج۲) ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ کی وفات شریف پر جب آپؐ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کپڑے اتار کر آپؐ کو غسل دیں جیسا کہ عام طور پر اپنی میتوں کے ساتھ کرتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو نہلائیں اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو رہا تھا کہ اللہ نے ان پر نیند کو اس طرح مسلط کر دیا کہ ہر ایک کی ٹھنڈی اس کے سینہ پر ہو گئی یعنی وہ سب سو گئے اور اسی حالت میں مکان کی ایک سمت سے جس کو کہتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ پس صحابہؓ نے آپؐ کو اس طرح نہلایا کہ آپ کے جسد مبارک کو ملتے جاتے تھے۔

دلائل نبوت میں علامہ بیہقیؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

کرامات حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷۷) عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ سَفِیْنَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَیْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ ھَارِبًا یَلْتَمِسُ الْجَیْشَ فَاِذَا ھُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ کَیْتَ وَکَیْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَہٗ بَصْبَصَۃٌ حَتّٰی قَامَ اِلٰی جَنْبِہٖ کُلَّمَا یَسْمَعُ صَوْتًا اَھْوٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اَقْبَلَ یَمْشِیْ اِلٰی جَنْبِہٖ حَتّٰی بَلَغَ الْجَیْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ (مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۵)

ترجمہ ابن منکدر سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ جو رسول اللہ کے غلام تھے ایک مرتبہ سرزمین روم اپنے اسلامی لشکر کا راستہ بھول گئے وہ رستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنان اسلام نے انھیں گرفتار کر لیا۔ ایک دن وہ قید سے بھاگ کر راستہ ڈھونڈ رہے تھے کہ ان کی ایک شیر سے مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ حضرت سفینہؓ نے اس شیر کو کنیت سے پکار کر کہا۔ اے ابوالحارث۔ میں رسول اللہ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ ہوا ہے جنگل کا شیر یہ سن کر خوشامد میں لگ گیا اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر دم ہلانے۔ لگا۔ اور پھر ان کے برابر چلنے لگا۔ اُسے جب کوئی آواز سنائی دیتی تو وہ فوراً ادھر کا رُخ کر لیتا اور پھر آپ کے ساتھ بغل میں چلنے لگتا جب حضرت سفینہؓ اپنے اسلامی لشکر میں پہنچ گئے تو شیر انکو

پہنچا کر واپس لوٹ گیا۔

اس واقعہ کو کتاب شرح السنۃ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامت سیدتنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷۸) عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ قَحْطًا شَدِیْدًا فَشَكَوْا اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًی اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَكُوْنَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵ ج ۲) ترجمہ۔ حضرت ابو الجوزاءؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت کال آیا تو ان قحط زدہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جا کر کہا کہ اس قحط سے ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے ہیں اس پر بی بی عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ کے مزار مبارک کی طرف دیکھو اور گنبد خضرا میں آسمان کی طرف کو ایک بڑا سوراخ کر دو تا کہ دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا کہ خوب بارش ہوئی۔ اتنا مینہ پڑا کہ گھاس جم آئی اور اونٹ اتنے موٹے ہوئے کہ چربی کی وجہ سے پھٹ پڑے اور اس سال کا نام عام فتق رکھا گیا۔

اس قصہ کو دارمیؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

(۷۹) فِیْ قِصَّةٍ طَوِیْلَةٍ فَقَالَ رَاَیٰ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَ أَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا (اسد الغابہ صفحہ ۵۰۳ مصری)

ترجمہ ایک طویل قصہ کے تحت درج ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔
اے ام سلمہؓ تم عائشہؓ سے کوئی برا برتاؤ کرکے مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم بی بی عائشہؓ کے پاس لیٹنے کی حالت میں مجھ پر اللہ کی وحی آتی رہی انکے سوائے کسی دوسری بی بی کے پاس لیٹے رہنے کی حالت میں کوئی وحی نہیں آئی۔ اور وہ تم سب میں ایک ایسی خاتون ہیں۔

اللہ اللہ حضرت بی بی عائشہؓ صدیقہؓ کی کرامت اور بزرگی کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کو کوئی بات ناگوار ہونے سے سرکار دوجہان کو صدمہ ہوتا ہے۔ اور واقعہ یہی ہے کہ ایک دیندار کی تکلیف و اذیت کر دوسرے دینداروں کو رنج، دکھ، غم اور اندوہ و ملال ہوا ہی کرتا ہے۔

(۸۰) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى۔

(اسد الغابہ صفحہ ۵۰۳) ترجمہ ابو سلمہؓ نے بروایت حضرت عائشہؓ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ اے عائشہؓ یہ جبرئیل تم کو سلام کر رہے ہیں میں نے جواباً کہا ان پر اللہ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اے حضور آپ ان کو دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھ سکتی۔

یعنی جس طرح سرکار دو عالم کے ذریعہ حضرت جبرئیل نے سلام کہلوایا اسی طرح ان کو حضرت عائشہؓ صدیقہؓ نے جواب بھجوایا اور چونکہ عورت کسی مرد کو نہیں دیکھتی ہے اس لئے آپؓ نے بھی ان کو جھانکا تاکا نہیں۔

اس حدیث سے بھی حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کا عالم بالا کے ساتھ جس اعلیٰ درجہ کا تعلق ظاہر ہوا کہ فرشتے تک آپؓ کو سلام کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

کرامات سیدتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۸) عَنْ خَدِیْجَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ عَمِّ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُخْبِرَنِیْ بِصَاحِبِکَ الَّذِیْ یَأْتِیْکَ اِذَا جَاءَکَ قَالَ نَعَمْ فَبَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَھَا اِذْ جَاءَہٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ قَدْ جَاءَنِیْ فَقَالَتْ اَتَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ اِجْلِسْ عَلٰی شِقِّیْ الْاَیْسَرِ فَجَلَسَ فَقَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَاجْلِسْ عَلٰی شِقِّیْ الْاَیْمَنِ فَجَلَسَ فَقَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَتَحَوَّلْ فَاجْلِسْ فِیْ حِجْرِیْ فَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَقَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ

فَتَحَسَّرَتْ وَالْقَتْ خِمَارَهَا فَقَالَتْ هَلْ تَرَاهُ قَالَ لَا قَالَتْ مَا هٰذَا شَيْطَانٌ اِنَّ هٰذَا الْمَلَكُ يَا ابْنَ عَمِّ اُثْبُتْ وَابْشِرْ ثُمَّ اٰمَنْتُ بِهٖ وَشَهِدَتْ اَنَّ الَّذِیْ جَآءَ بِهِ الْحَقُّ (اسد الغابہ ص۴۳۸ج ۵) ترجمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے رسول اللہ سے عرب کی عادت کے موافق کی مخاطب کو چچا کے بیٹے یا بھتیجے سے خطاب کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ رشتہ نہ ہی۔ ہو کہا اے میرے چچا کے بیٹے!! آپ کے وہ دوست جو آپ کے پاس ہمیشہ آتے ہیں یعنی جبرئیل۔ امین اب جو آئیں تو مجھے ان کے آنے کی اطلاع دے سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ ابھی آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس ہی تھے کہ جبرئیل کے آجانے کی آپ نے ان کو اطلاع کر دی۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ اسوقت آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپؐ نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا آپؐ ذرا میرے بائیں جانب بیٹھ جائیے۔ جب سرکار دو عالمؐ بائیں جانب بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہؓ نے پوچھا کہ کیا اب آپؐ ان کو دیکھ رہے ہیں آپؐ نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا تو ذرا اب میرے سیدھی طرف تشریف رکھئے۔ آپ بی بی کی سیدھی طرف آ بیٹھے تو حضرت خدیجہؓ نے پھر پوچھا کیا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر آپؓ نے کہا اچھا حضور اب ذرا میری گود کی طرف آ جائیے۔ جب آپ اُدھر آ گئے تو پھر انھوں نے پوچھا کیا آپ بھی آپ ان کو دیکھ رہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد بی بی خدیجہؓ نے اپنے سر سے

وہ پٹکا اتار ا اور سر کو کھول کر پوچھا کیا اب بھی دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا اب تو نہیں۔ اس پر خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا یہ شیطان نہیں ہے بلکہ درحقیقت فرشتہ ہے۔ آپ مطلق نہ گھبرائیں اور حق پر ثابت قدم رہیں اور خوش ہو جائے کہ نبوت جیسی نعمت سے آپکو سرفراز فرمایا گیا۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپ پر ایمان لائیں اور اس بات کی شہادت دی کہ آپ جو کچھ خدا کے پاس سے لاتے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔

چونکہ ابتدائے نزول وحی میں سرکار کو کچھ گھبراہٹ ہونے پر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کو تسکین و تسلی دی تھی تاکہ طبیعت کو قرار آجائے اور اس مرتبہ بھی اپنی فطرت کو کام میں لائیں۔ تسلی دینے والا تسلی دینے کی وجہ جس کو وہ تسلی دے اس سے کبھی بھی وہ افضل و اعلیٰ نہیں بن سکتا۔ بلکہ ایک چھوٹا اپنے بڑے کو اس لئے بھی تسلی دیتا ہے کہ اس کو اس کے امور مستحضر اور یاد آجائیں۔ اس حدیث سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا یہ برتاؤ بذریعہ الہام ہونا ثابت ہے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ عقل و سمجھ کے ذریعہ ہرگز ایسے لطیف اور دقیق امور کا استفادہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تمام کیفیات الہام کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں۔ اور الہام نام ہے خرق عادت اور کرامت کا۔

(۸۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ

فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَمِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ (اسد الغابہ ص۴۳۹ ج ۵) ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور عالم نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے آکر کہا کہ یارسول اللہ آپ کے پاس بی بی خدیجہؓ آرہی ہیں اور ان کے ہاتھ میں جو برتن ہے اس میں سالن کھانے کی چیز اور کچھ پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہدیجئے کہ اللہ میاں نے آپ کو سلام کہا ہے کہ آپ خوش ہوجائیے آپ کے لئے جنت میں ایسا مکان ہے جو موتیوں کا بنا ہوا ہے جہاں کوئی شور وغل نہیں ہے اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔

حضرت جبریل کا حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آنا آپؓ کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ سے پکے لگاؤ کی کھلی دلیل ہے۔ چونکہ عام طور پر بندوں سے اللہ بزرگ برتر کا یہ برتاؤ نہیں ہے۔ اور یہ تمام خرق عادات آپؓ کی کرامتیں تھیں۔

کرامات سیدتنا النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۸۳) عَنْ اُمِّ سَلْمٰی قَالَتْ اشْتَکَتْ فَاطِمَۃُ شَکْوٰھَا الَّتِیْ قُبِضَتْ فِیْھَا فَکُنْتُ اُمَرِّضُھَا فَاَصْبَحَتْ یَوْمًا کَاَمْثَلِ مَا رَاَیْتُھَا فِیْ شَکْوٰھَا تِلْکَ قَالَتْ وَخَرَجَ عَلِیٌّ لِبَعْضِ حَاجَتِہٖ فَقَالَتْ یَا اُمَّہْ اسْکُبِیْ لِیْ غُسْلًا فَسَکَبْتُ لَھَا غُسْلًا فَاغْتَسَلَتْ کَاَحْسَنِ مَا رَاَیْتُھَا تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَتْ یَا اُمَّہْ اَعْطِیْنِیْ ثِیَابِیَ الْجُدُدَ فَاَعْطَیْتُھَا فَلَبِسَتْھَا ثُمَّ قَالَتْ لِیْ یَا اُمَّہْ اجْعَلِیْ لِیْ فِرَاشِیْ فِیْ وَسَطِ الْبَیْتِ فَفَعَلْتُ فَاضْطَجَعَتْ وَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَۃَ وَجَعَلَتْ یَدَھَا تَحْتَ خَدِّھَا ثُمَّ قَالَتْ یَا اُمَّہْ اِنِّیْ مَقْبُوْضَۃٌ الْاٰنَ قَدْ تَطَھَّرْتُ الْاٰنَ فَلَا یَکْشِفْنِیْ اَحَدٌ فَقُبِضَتْ مَکَانَھَا قَالَتْ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَاَخْبَرْتُہٗ اسد الغابہ ابی نعیم دابی موسیٰ صفحہ ۵۹۰ ج ۵) ترجمہ حضرت ام سلمیٰ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ ایسی بیماری میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کو موت آگئی وہ بیمار تھیں اور میں تیماردار تھی۔ ایک دن صبح سویرے میں نے انہیں دیکھا کہ انکو افاقہ نظر آرہا تھا اور حضرت علیؓ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ کے کہنے پر۔

اے اماں۔ میں نہانا چاہتی ہوں میرے لئے نہانے کا پانی انڈیل دو۔ میں نے پانی تیار کر دیا اور جس طرح وہ تندرستی میں نہاتی تھیں ویسے ہی خوب نہائیں پھر انھوں نے نئے کپڑے مانگے میں نے اُن کو

کپڑے بھی دیدیئے جو انھوں نے خود پہن کر کہا۔ امی اب ذرا آپ میرے
نئے گھر کے بیچوں بیچ بچھونا بچھا دیجئے میں نے یہی کر دیا۔ بس وہ بستر پر
جا لیٹیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنا ایک ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ کر
کہا اے امی جان۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے ملنے جا رہی ہوں اور بالکل
پاک ہوں۔ اب کوئی ملا ضرورت مجھے کھولے نہیں۔ اس کے بعد ان کی روح
پرواز کر گئی۔ اور حضرت علی کے آنے کے بعد پورا واقعہ میں نے ان سے
کہہ سنایا۔

حضرت فاطمہؓ کے مناقب و فضائل اور تفصیل حالات کتاب مناقب
فاطمہؓ مولفہ احمد حسن صاحب سنبھلی میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔
امام احمد بن حنبلؒ نے مسند حنبلؒ میں حضرت ابو نعیمؒ سے روایت کی
ہے کہ بی بی فاطمہؓ کو کپڑے دینے اور ان کا بستر بچھانے والی خاتون
کا نام زوجہ ابی رافع ہے۔ ہمیں تو اس کرامت کے ضمن میں یہ بتانا
ہے کہ حضرت خاتون جنتؓ جو مرض الموت میں تھیں ان کو قرب موت کا
کشف الہامی ہوا چنانچہ وہ تندرستوں کی طرح نہا دھو۔ نئے کپڑے
بدل اللہ سے ملنے کے لئے تیار ہو گئیں جو ان کی کرامت ہے۔
کتاب اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے
اس طرح غسل سے آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ آپ کو غسل میت
نہ دیا جائے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں حضرت اسمٰعیل سے مروی
ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا جب میں مر جاؤں تو اے اسماء، تم اور علیؓ مجھے

نہلائیں اور ان کے سوا میرے غسل میں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

الحاصل آپ کو مرنے سے پہلے اپنی موت کا الہام ہوا جو آپ کی کرامت ہے۔

(۸۴) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ یَا اَھْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُرَّ (اسد الغابہ ص۲۲۳ ج۵)

ترجمہ۔ حضرت علی کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہے گا۔ اے حاضرین!! اپنی آنکھیں بند کرلو۔ اس لئے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ ادھر سے گزر رہی ہیں۔ اللہ اللہ آپ کی بزرگی اور بلندی درجات کہ قیامت کے دن بھی۔ آپ کی یہ عزت ہوگی کہ آپ کی خاطرداری کے لئے الگ الگ احکام جاری ہوتے رہیں گے۔

(۸۵) عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَۃَ اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ لِغَضَبِکِ وَ یَرْضٰی لِرِضَاکِ (اسد الغابہ ص۲۲۲)

ترجمہ۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ تمہاری خفگی سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہوجاتا ہے اور تمہاری رضامندی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوجاتا ہے۔ یعنی تم اگر کسی سے ناراض ہوجاؤ اور خفا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی غضبناک ہو کر اس شخص پر قہر و غضب کی بجلیاں گراتا ہے کیونکہ تم کسی سے ناحق ناراض نہیں ہوتی ہو۔ لہٰذا جس سے تم

رضا مند ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو کر اس پر اپنے انعام و اکرام کے بادل برساتا ہے۔ کیونکہ تم بے موقع و محل کسی سے راضی و خوش ہوتی نہیں ہو تمہارا غصہ اور تمہاری رضا مندی سب کچھ اللہ واسطے ہے، اس لئے تم کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت دی ہے اور تمہارے رتبہ کو بلند کیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کی رضا اللہ پاک کی خوشنودی اور آپ کی خفگی اللہ تعالیٰ کا غضب قرار دیا گیا اس لئے کہ ان کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے کیلئے نہیں تھا سب لوگ اور خصوصاً عورتیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدم بہ قدم چل کر اپنا رتبہ اونچا کر سکتی ہیں۔ بس عمل کی دیر ہے۔

(۸۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰی وَثَبَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْہُ عَنْہُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْہِمْ تَسُبُّھُمْ اَلْحَدِیْثُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (اشعۃ اللمعات مشکوٰۃ ۳ مصطفائی) ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک طویل قصہ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ رسول اللہ نماز میں مشغول تھے تو کافروں نے سجدہ کی حالت میں نجاست ڈال دی اور آپؐ کا مذاق اڑانے لگے میں نے ان کافروں کو سمجھایا لیکن وہ ماننے کے بجائے الٹا برہم ہو گئے اور فساد ہونے ہی کو تھا کہ میں نے خود کو اکیلا پا کر اس واقعہ کی اطلاع حضرت فاطمہؓ کو دیدی تاکہ ان کی صغرسنی پر ہی یہ ظالم اپنی

حرکتوں سے باز آجائیں حضرت فاطمہؓ اگرچہ چھوٹے عمر کی لڑکی تھیں لیکن انھوں نے میری گفتگو کو نہایت غور سے سنا اور پھر دوڑتی ہوئی جا کر رسول اللہؐ پر سے جبکہ آپؐ ابھی تک سجدہ ہی کی حالت میں تھے اس نجاست کو اٹھا کر دور پھینکدیا۔ اور ان کا فروں سے خوشامد کی کوئی بات کئے بغیر نہایت دلیرے گفتگو کر کے ان کو خوب خوب صلواتیں سنائیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اس حدیث کی جو شرح کی ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی اس عالی ہمتی اور قوت گفتار سے ان کی بزرگی اور کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے بچپن کے باوجود نہایت دلیری سے دشمنوں کو گالیاں دیں اور ان ظالموں کو آپؐ سے تعرض و مقابلہ کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ (اھ۔ جلد چہارم صفحہ ۲۷۵) کوئی دشمن غصہ کی حالت میں اپنے مخالف کے بچہ کی سخت و سست گفتگو اور گالیوں کو کبھی بھی اس لئے یہ کہکر نہیں ٹالتا کہ جانے دو بچہ ہے۔ اس کی گالیاں ہی کیا بلکہ وہ اور بھی برسر پیکار ہو جاتا ہے۔ اور یہ گالیاں ایک نئی لڑائی کا پیش خیمہ ہو جاتی ہیں۔ چہ جائیکہ مسلمان کے پکے دشمن یہ ظالم کافر جو لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کے عادی تھے حضرت فاطمہؓ کے بچپن کی وجہ آپ کی گالیوں سے خاموش نہ بیٹھے بلکہ آپ کی دلیرانہ گفتگو کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان ظالم کافروں کا منہ بند کر دیا۔

الحاصل حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بزرگ

شخصیت تھیں اور آپؓ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔

(۸) عن البراءؓ قال کان رجل یقرأ سورة الکھف والی جانبه حصان مربوط بشطنین فتغشته سحابة فجعلت تدنو وتدنو وجعل فرسه ینفر فلما اصبح اتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له فقال تلک السکینة تنزلت بالقرآن متفق علیه (مشکوٰة ص۱۸۴)

ترجمہ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے برابر میں مضبوط رسیوں سے ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اور یہ آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک ابر اٹھا اور وہ گھوڑے پر بھی چھا گیا۔

گھوڑا بدک رہا تھا اور بادل برابر بڑھتا جا رہا تھا۔ اس قصہ کا تذکرہ جب صبح کو رسول اللہ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ سیاہ بادل نہیں تھا۔ بلکہ تلاوت قرآن کریم کی وجہ طمانیت و سکون کے فرشتے نازل ہوئے تھے۔

کرامت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ یَقْرَأُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ وَفَرَسُہٗ مَرْبُوْطَۃٌ عِنْدَہٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَکَانَ ابْنُہٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْھَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَہٗ وَلَمَّا اَخَّرَہٗ رَفَعَ رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْھَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ اقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَطَأَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْھَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْہِ وَرَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْھَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَآ اَرَاھَا قَالَ وَتَدْرِیْ مَا ذَاکَ قَالَ لَا قَالَ تِلْکَ الْمَلٰٓئِکَۃُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْھَا لَا تَتَوَارٰی مِنْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۴) ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ وہ خود ایک رات سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا وہ دفعتاً کودا تو یہ خاموش ہو گئے اور وہ گھوڑا بھی ٹھہر گیا اور جب وہ تلاوت کرنے لگے تو گھوڑے نے پھر جولانی دکھائی تو یہ پھر چپ ہو گئے اور وہ گھوڑا بھی خاموش کھڑا ہو گیا۔ پھر پڑھنے لگے تو تیسری مرتبہ بھی گھوڑے

ٹاپیں مارنا شروع کر دیں تو یہ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ کر وہاں سے اس لئے ہٹ گئے کہ گھوڑا ان کے چھوٹے لڑکے یحیٰی کو جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا کہیں لات نہ مار دے جس سے بچہ کو کوئی نقصان پہنچ جائے انھوں نے اپنے لڑکے کو وہاں سے اٹھا کر اپنا سر جو اونچا کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر سائبان کی طرح ایک چیز ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں۔ صبح کو یہ واقعہ رسول اللہؐ کو سنایا تو آپؐ نے فرمایا تم پڑھے جاتے اور برابر پڑھتے رہتے۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ میرا بیٹا یحیٰی جو گھوڑے کے قریب ہی تھا کہیں اس کو کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ اسی لئے میں نے تلاوت چھوڑ دی اپنے بچہ کی طرف رخ کیا اور اتفاقاً آسمان کی طرف سر اٹھانے پر اس سائبان کو دیکھا جس میں لیمپ روشن تھے۔ میں یحیٰی کو وہاں سے ہٹا کر نکلا تو میں نے پھر وہ سائبان وغیرہ کچھ نہ دیکھا اس پر سرکار کونینؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم جانتے ہو وہ کیا تھا میں نے عرض کیا جی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے قریب آ رہے تھے اگر تم قرآن کریم مسلسل اور برابر پڑھتے رہتے تو صبح کو تمام لوگ ان کو دیکھتے اور وہ کسی کی آنکھ سے چھپے نہ رہتے یعنی ہر ایک کو دکھائی دیتے۔

بخاری شریف کی اس متفق علیہ حدیث کو مسلم میں بھی درج کیا گیا ہے۔

کرامت بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۸۹) عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرأ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب اللہ رواہ الترمذی فی مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷) ترجمہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں بعض اصحابؓ نے اپنا خیمہ اس جگہ لگایا جہاں ایک قبر تھی جو انھیں معلوم نہ تھی۔ اور اس قبر کے مردے نے سورہ تبارک الذی پڑھ کر پوری کی۔

ان اصحابؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا سورۂ تبارک الذی انسان کو برائیوں سے روکنے والی اور سختیوں سے بچانے والی ہے اس سورۃ نے اس قبر والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلائی۔ اس واقعہ کو امام ترمذیؒ نے بھی بیان کیا ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیتے جاگتے اس قبر والے کی آواز سنی اس کی حالت کو اپنی آنکھوں دیکھا جو خرق عادت وکرامت ہے

کرامت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمٰتٍ یَنْفَعُنِیْ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ کَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَیَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَیْطَانٌ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوٰۃ ص۱۸۵ ج۱) ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک طویل قصہ کے ماتحت کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ کے فرمانے پر کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا! میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا ارادہ ہے کہ وہ مجھے فائدے ہوں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا یاد رکھو!! جو کچھ اس نے کہا وہ تو ٹھیک ہے اور تم تین راتوں سے جس سے باتیں کر رہے ہو جانتے ہو وہ کون ہے، ؟ میں نے عرض کیا حضور میں تو پوری پوری اس کی حقیقت نہیں جانتا اس پر رسول اللہ نے فرمایا وہ مردود شیطان ہے۔

امام بخاری نے اس سالم حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بیان کیا ہے لیکن ضرورت کے موافق اس کا تھوڑا سا وہ مضمون یہاں نقل کر دیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہؓ کا مردود شیطان کو گرفتار کر لینا مذکور ہے شیطان کی گرفتاری یہ خرق عادت اور کرامت ہے۔

کرامت حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۱) عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ كُنَّا أَرْبَعَةَ إِخْوَةٍ وَكَانَ الرَّبِيعُ أَخُونَا أَكْثَرَنَا صَلٰوةً وَأَكْثَرَنَا صِيَامًا فِي الْهَوَاجِرِ وَإِنَّهُ تُوُفِّيَ بَيْنَنَا وَنَحْنُ حَوْلَهُ وَبَعَثْنَا مَنْ يَبْتَاعُ لَهُ كَفَنًا إِذْ كَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ الْقَوْمُ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا أَخَا عَبْسٍ أَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ إِنِّي لَقِيتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَكُمْ فَلَقِيتُ رَبًّا غَيْرَ غَضْبَانَ فَاسْتَقْبَلَنِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَاسْتَبْرَقٍ أَلَا وَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَعَجِّلُوْنِي وَلَا تُؤَخِّرُوْنِي ثُمَّ كَانَ بِمَنْزِلَةِ حَصَاةٍ رُمِيَ بِهَا فِي طَسْتٍ فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ الْمَوْتِ (رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ) الرحمۃ المهداۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص۳۰۳)

ترجمہ حضرت ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور ہمارے بڑے بھائی حضرت ربیعؓ بڑے نمازی اور بڑے روزہ دار تھے۔ سردیوں گرمیوں میں بھی وہ نفلیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو ہم سب ان کے آس پاس اکٹھا تھے۔ اور ہم ان کے لئے کفن کا کپڑا لینے آدمی بھی بھیج چکے تھے کہ ایک مرتبہ انھوں نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا کر کہا۔ السلام علیکم۔ ہم لوگ جو عبسی قوم کے ہیں جواب دیا وعلیکم السلام برادران عبس کیا موت کے بعد

بھی تم بات چیت کرتے ہو؟

حضرت ربیعؓ نے جواب دیا۔ ہاں۔ تم سے جدا ہو کر جب میں پروردگار عالم سے ملا۔ تو میں نے اسے غضبناک نہیں دیکھا۔ اس نے مجھ پر رحمتوں کے بادل برسا کر جنت کی خوشبوئیں، جنت کی روزی جنت کے لباس اور سبز ریشمی کپڑے مرحمت فرمائے۔ سنو! حضرت ابوالقاسم رحمۃ للعالمین میری نماز پڑھانے کے لئے منتظر ہیں۔ بس اب دیر مت لگاؤ۔ اور جلدی کرو۔ اس کے بعد وہ اس طرح ہو گئے جیسے کسی طشت میں ایک کنکری گر جائے یعنی تھوڑی دیر کے لئے ان کی زبان نے حرکت کی اور پھر وہ بالکل خاموش اور بے جان ہو گئے۔ اور پھر ان کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔

یہ قصہ جب عائشہ صدیقہ کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے یاد ہے ایک مرتبہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایسے آدمی ہیں جو مرنے کے بعد بھی گفتگو کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو حلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ربیع کا اسم گرامی صحابہ کی فہرست میں دیکھا تو نہیں گیا مگر دوسرے قرینوں اور اس واقعہ سے بھی آپ کا صحابی ہونا مسلم ہو جاتا ہے۔

کرامات حضرت علاء بن خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۲ و ۹۳) عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَسِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا دَارِيْنَ وَالْبَحْرُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا عَلِيمُ يَا حَكِيمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ اِنَّا عَبِيدُكَ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ لَنَا اِلَيْهِمْ سَبِيْلًا فَتَقَحَّمَ بِنَا الْبَحْرَ فَخُضْنَا مَا بَلَغَ لُبُوْدَنَا الْمَاءُ فَخَرَجْنَا اِلَيْهِمْ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَلَمَّا رَاٰى عَامِلُ كِسْرٰى فَقَالَ لَا نُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ سَفِيْنَةٍ وَلَحِقَ بِفَارِسَ رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ۔

(حجۃ اللہ ص ۸۶۳) ترجمہ: سہم بن منجاب نے بیان کیا کہ ہم علاء بن حضرمی کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہو کر جب مقام دارین پہنچے جو ہندوستانی مشک اور کستوری کی بحرین میں بہت بڑی منڈی ہے اور سمندر کے ساحل پر واقع ہے۔ چنانچہ حضرت علاء بن حضرمی نے سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ تو جاننے والا ہے تو قوت والا ہے اور تو بہت بڑا ہے ہم تیرے معمولی بندے یہاں کھڑے ہوئے ہیں اور اسلام کا دشمن سمندر کے اس سرے پر ہے الٰہ ان کو شکست دینے کیلئے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے اور ان کو اسلام کا کلمہ پڑھانے کے لئے ہم کو ان تک پہنچا دے اس دعا کے بعد انھوں نے ہم کو سمندر میں اتار دیا اس سمندر کا پانی ہمارے گھوڑوں کے سینہ تک بھی نہیں پہنچا۔

اور ہم سمندر پار ہو کر اسلام کے دشمنوں پر جا ٹوٹے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ان حالات کو بادشاہ کسریٰ نے دیکھ کر اپنی فوج کے سرداروں سے کہا کہ ہم ان مجاہدوں سے ہرگز نہیں لڑ سکتے۔ ان بہادروں سے مقابلہ کی ہم کو تو ہمت ہی نہیں رہی اور بالآخر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کی فوج بھی ایک دو تین ہو گئی۔ اس قصہ کو حلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامت حضرت زید بن خارجہ بن زید ابن ابی زہیر انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۴) ذَکَرَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِی تَھْذِیْبِ التَّھْذِیْبِ فِی تَرْجَمَتِہٖ وَاَنَّہُ الْمُتَکَلِّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالتِّرْمِذِیُّ وَیَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ وَالْبَغَوِیُّ وَالطَّبَرِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَغَیْرُھُمْ (ص۱۰۲ و۴۰۳ج۳ مع حاشیہ) ترجمہ۔

حافظ حدیث ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ زید بن خارجہ وہ شخصیت ہے جنھوں نے مرنے کے بعد بھی گفتگو کی۔ اس کو ابن سعد ابن ابو حاتم، امام ترمذی، یعقوب بن سفیان، بغوی، طبری اور ابونعیم وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

زید بن خارجہ نے خلافت سوم میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ تہذیب التہذیب کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے۔ کہ اس قصہ کی سند حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس طرح بیان کی کہ زید بن خارجہ کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ میں نے کہا لاؤ اتنی دیر میں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ ادھر میں نماز میں لگا اور ادھر زید بن خارجہ اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر کہا۔

السلام علیکم یا اہل البیت، سب لوگوں سے ان کی گفتگو ہو رہی تھی اور میں سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ رہا تھا۔ زید بن خارجہ نے اپنی دوران گفتگو میں کہا۔ لوگو بالکل خاموش ہو جاؤ اور سنو! رسول اللہؐ نے حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ سب سے سچے پہلے شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے جو جسمانی طور پر تو دبلے پتلے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجرا میں بڑے طاقتور اور قوت دار تھے۔ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سچے تھے وہ جس طرح مضبوط بدن کے آدمی تھے اسی طرح احکام خدا کے اجرا میں بھی بڑے سخت اور بہت کڑے تھے اور اب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی خلافت کے دو برس بیت گئے اور چار سال باقی ہیں یہ بھی سچ اور صداقت کا مجسمہ ہیں ان کے دور خلافت میں تمام معاملات اور اشیائے محفوظ پر فتنوں کا دباؤ ہے اور اریس کے کنواں کو تم لوگ جانتے ہی ہو جہاں رسول اللہ کی انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے گر گئی تھی اور اسی دن سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے تھے۔ اور اے عبد اللہ بن رواحہ تم پر خدا کی سلامتی ہو کیا تم کو خارجہ اور سعد کے حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئے میں نماز سے فارغ ہو کر یہ تمام باتیں سن ہی رہا تھا کہ حضرت عثمان نے تشریف لا کر ہمارا جنازہ پڑھا دیا۔

اس واقعہ کو کئی طریقوں سے حضرت نعمان بن بشیرؓ اور دوسرے

حضرات نے بیان کیا ہے. تفصیل کے لئے دیکھو تہذیب التہذیب جلد سوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۴۔

کرامات حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ

(۵۵) ابن اسحٰقؒ اور امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو واقد لیثیؓ نے بیان کیا ہے کہ وہ جنگ بدر میں ایک مشرک کے قتل کرنے کے لئے جھپٹے. کیا دیکھتے ہیں کہ شمشیر آبدار ابھی اس تک پہنچی بھی نہیں کہ اس کا سر کٹ کر نیچے گر پڑا تفصیل کے لئے دیکھئے ارکلام المبین صفحہ ۹۰

کرامت حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۶) حاکمؒ بیہقیؒ اور ابو نعیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ بدر کی حالت یہ تھی کہ جب ہم کسی مشرک اور خدا کے باغی کے قتل کے لئے تلوار کا اشارہ کرتے ابھی ہماری تلوار اس کے سر پر پڑتی تک نہ تھی کہ اس بدبخت کی کھوپڑی کٹ کر دور جا پڑتی واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتے آئے تھے اور وہ ہر مسلمان کا اشارہ پاتے ہی اس مشرک کو قتل کر دیتے تھے۔

کرامت حضرت ابو بردہ نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۷) امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں نے جناب رسالتمآب کی خدمت میں مشرکوں کے تین سر لیجا کر عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور تیسرے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک خوشرو نوجوان جو بڑا لمبا تڑنگا تھا لیکن وہ ہم مجاہدوں میں کا نہیں تھا کیونکہ سب دوستوں کو تو میں پہچانتا ہوں اس شیر مرد نے اس ناپاک کو مار کر گرایا اور میں اس گندے سر کو یہاں لے آیا ہوں۔ اس پر سرور عالمؐ نے فرمایا کہ وہ فلانا فرشتہ تھا (الکلام المبین ص۶۸)

کرامت حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

(۹۸) علامہ بیہقیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہیلؓ نے فرمایا کہ میں نے جنگ بدر میں کچھ گورے چٹے اور سرخ و سفید لوگوں کو دیکھا جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کرتا تھا وہ جدھر رخ کرتے صفوں کی صفیں کھیت کر دیتے (کلام المبین ص۶۹ ب)

فوج رواں کی طرح جدھر یہ پلٹ گئے۔
مشرک سر اپنا پھینک کے پیچھے کو ہٹ گئے۔

کرامت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۹) صحیحین میں حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ کے حضور میں جبرئیل کو دیکھا (الکلام المبین ص۳۸)

کرامت زن صالحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰) بیہقیؒ اور ابن عدیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اندھی بڑھیا کے ایک نوجوان انصاری بیٹے نے وفات پائی اور بڑھیا نے اس کے منہ پر کپڑا اڑھا دیا۔

ہم اس کو صبر و تسلی دے رہے تھے بیچ میں وہ کہنے لگی اے اللہ۔ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو تکلیفوں میں میری مدد کرے۔

آج میری مصیبت کو تو ٹال دے۔ اے اللہ محمد رسول اللہ کا صدقہ، میری مدد کر۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی وہیں بیٹھے تھے کہ اس مُردے نے جو اپنے باپ کے لحاظ سے انصاری تھا اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اپنی بڑھی مہاجر ماں سے کہا اب تم مت گھبراؤ میں اچھا ہو گیا۔ چنانچہ ہم سب نے اس کے ساتھ کھانا کھایا (الکلام المبین ص۱۰۲)

نوٹ۔ ہر وہ دعا جس میں مقصد کا حصول ناممکن ہو یا بیہودہ جائز نہیں لیکن ان صحابہؓ نے غلبۂ حال میں مجبوراً دعا کی تھی اور غلبۂ حال میں ہر شخص معذور ہے۔ اور ان صحابیہؓ کی نیت ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت تھی تو اللہ ہی کیلئے مگر اس کی برکت سے مقصود انسانی بھی پیش نظر تھا۔ اور صلوٰۃ الحاجت کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے۔ کہ انسان کی تکلیفیں دور ہو جائیں تاکہ وہ اطمینان سے عبادت کر سکے۔

کرامت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۱) علامہ بیہقیؒ نے عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جس وقت جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے دفن میں میں بھی شریک تھا جب ان کو قبر میں رکھ دیا گیا تو انھوں نے کہا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الشَّهِيْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ۔ اور اس پوری شہادت کو ہم نے بخوبی سنا۔ اس کے بعد ان شہید کو ویسا ہی پایا جیسا کہ وہ باتیں کرنے سے پہلے تھے یعنی بالکل خاموش مردہ (الکلام المبین صفحہ ...)

کرامت حضرت جعد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۲) ابن سعدؒ نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم کرنے

کے ارادہ سے چار آدمی اپنے وطن سے روانہ ہوئے اور ملک یمن کے ایک جنگل میں جا رہے تھے کہ ہم کو یہ شعر سنائی دیئے۔

اے جانے والے سوارو! جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچو رسول اللہ کو جنھیں خدا نے اپنا پیغمبر بنایا ہے ہمارا سلام عرض کرنا اور یہ بھی کہنا کہ ہم آپ کے دین پر برقرار ہیں آپ کے فرمانبردار اور تابعدار ہیں اور آپ کی اس اطاعت کرنے کی ہم کو مسیح بن مریمؑ نے بھی وصیت کی تھی۔

الکلام المبین ص۔)

کرامت حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۴) امام احمدؒ بزارؒ ابو یعلیٰؒ بیہقیؒ اور دیگر محدثین نے حضرت بلال بن حارثؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ شریک سفر تھے۔ مکہ معظمہ کے راستہ میں بمقام "عرج" پڑاؤ ڈالا گیا اور الگ الگ خیمے نصب کئے گئے۔

میں اپنے خیمہ سے نکل کر سرکار دو عالمؐ کی ملاقات و مزاج پرسی کیلئے جب لشکر کے خیمہ میں پہنچا تو آپ وہاں نہ تھے بلکہ وہاں سے دور سامنے جنگل میں تنہا تشریف فرما تھے۔ میں لپکتا ہوا جب قریب پہنچا تو شور و غوغا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ بس میں سمجھ گیا کہ مردان غیب کا ہجوم ہے لہٰذا میں وہیں دور ٹھہر گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سے آدمی چیخ چیخ کر باتیں کر رہے ہیں۔

اور جھگڑا ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ مسکراتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے میں نے وہیں جنگل میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور تھا، آپ نے فرمایا مسلمان جنوں اور کافر جنوں میں سکونت کی نزاع تھی اور دونوں گروہ پہنچے ہوئے اس خرخشہ کے تصفیہ کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان لوگوں کا مقدمہ سُن کر یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن جبش اور کافر جن غور میں سکونت اختیار کریں اور آپس میں ہرگز نہ ملیں لیں دونوں راضی ہوگئے ـــــــ اور چلے گئے ـــــــ اس حدیث کے راوی حضرت کثیر بن عبد اللہ کا بیان ہے میں نے تجربہ کیا ہے کہ ملک حبش میں جن کے آسیب کے مریض کو جلدی شفا ہو جاتی ہے اور ملک غور میں جس کو آسیب گھیر لیتا ہے تو وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے (از الکلام المبین) صـ۱۲۳

کرامت حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۴) فی تاریخ التراجیح و من ذلک الحدیث المتفق علی صحتہ ایضا فی سعید بن زید بن عمرو بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ الذی قال فی المرأۃ التی ادعت علیہ انہ اخذ شیئا من ارضہا فقال اللھم ان کانت کاذبۃ فاعم بصرہا واقتلہا فی ارضہا فما ماتت حتی ذہب بصرہا وبینا ہی تمشی فی ارضہا اذ وقعت فی حفرۃ فماتت اخرجاہ فی الصحیحین (صـ ۱۰۱ مصری ترجمہ

سعید بن زید کے بارے میں جس حدیث پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور جس کو روض الریاحین میں بھی لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مکار عورت نے حضرت سعید پر یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ انھوں نے اس کی زبردستی کچھ زمین لے لی تھی، اس پر حضرت سعید نے اس کے لئے یہ بددعا کی اے اللہ۔ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں پھوڑ دے اور اس کو اس کی زمین پر ہی موت دیدے ـــــ بس وہ اپنی زندگی ہی میں اندھی ہوگئی اور ایک دن جبکہ وہ اپنی زمین پر چل رہی تھی ناگاہ ایک گڑھے میں گر کر مرگئی ـــــ اس قصہ کو صحیحین میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامات حضرت سلیمان و ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۱۰۵ و ۱۰۶) اَنَّہٗ کَانَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَصْعَۃٌ فَسَبَّحَتْ حَتّٰی سَمِعَا التَّسْبِیْحَ (روض الریاحین ص۳)

ترجمہ۔ حضرت سلیمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کے بیچ میں ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جو "سُبْحَانَ اللہ" پڑھ رہا تھا اور اس کی اس تسبیح کو دونوں حضرات نے سُنا۔

کرامت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(١٠٧) فِی حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ قَالَ مَنْ کَانَ یُطْعِمُکَ قُلْتُ مَا کَانَ لِیْ طَعَامٌ اِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰی تَکَسَّرَتْ عُکَنُ بَطْنِیْ وَمَا اَجِدُ عَلٰی کَبِدِیْ سُخْفَۃَ جُوْعٍ فَقَالَ اِنَّہَا مُبَارَکَۃٌ وَاِنَّہَا طَعَامُ طُعْمٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ (تیسیر الوصول ص١٥ ج٣) ترجمہ حضرت ابو ذر غفاری نے ایک لمبی حدیث میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے سرکار دو عالم نے دریافت فرمایا۔ اے ابوذر! تم کو کھانا کون کھلاتا تھا۔؟ میں نے جواب دیا حضور! مجھے کھانا تو کوئی نہیں کھلاتا تھا البتہ آب زمزم خوب پیا کرتے تھے۔ جس سے میں موٹا ہو گیا اور اتنا موٹا ہو گیا کہ میرے پیٹ پر بٹیں پڑنے لگیں اور بھوک نے میرے جگر کا فعل بھی خراب نہیں کیا۔ اس پر سرور عالم نے ارشاد فرمایا۔ آب زمزم بڑی اچھی چیز ہے اور پیٹ بھرنے کیلئے عمدہ قسم کا کھانا بھی ہے۔ اسکو مسلم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابو ذر غفاری چاہ زمزم پر ایک ماہ تک مقیم رہے۔ آپ وہاں صرف آب زمزم ہی پیتے رہے۔ اور کوئی غذا نہیں کھائی۔ اگرچہ اس متبرک پانی کی تاثیر بھی ہے مگر ہر شخص اس کا مظہر نہیں ہو سکتا۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ وہی ایسی برکتوں کے محل و مظہر ہوا کرتے ہیں۔

در نگواہی آدمیت دور باآن زو وزن

کرامت حضرت عمران حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۸ تا ۱۱۰) صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرانؓ سے روایت ہے کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے مجھے تیس برس سے بواسیر تھی، اس بیماری کو دور کرنے کے لیے میں نے مسّوں کو داغنا شروع کیا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور جب میں نے اس مکروہ فعل کو ترک کر دیا تو ملائکہ پھر مجھے سلام کرنے لگے ہیں اور صحیح ترمذی میں ہے کہ عمران بن حصینؓ کے گھر میں لوگ کسی سلام کرنے والے کو تو نہیں دیکھتے تھے۔ مگر السلام علیکم یا عمران کی آوازیں برابر ان کو سنائی دیتی تھیں۔ نسیم الریاض میں معتبر کتابوں کے حوالے سے لکھا ہوا ہے عمران بن حصینؓ سے فرشتے معانقہ کیا کرتے تھے۔

بدن کے کسی عضو کو داغنا، گودنا اور جلانا بہت ہی برا کام ہے لیکن حضرت عمران بن حُصینؓ سے فرشتوں کی سلام دعا، گفتگو اور معانقہ یہ ان کی کرامت ہے۔

کرامت حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۲،۱۱۱) اَخرَجَہ ابنُ سَعدٍ وَالحاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیحٍ عَنِ ابنِ شِہَابٍ اَنَّ اَبَا بَکرٍ وَالحَارِثَ بنَ کَلدَۃَ یَاکُلَانِ خَزِیرَۃً اُھدِیَتْ لِاَبِی بَکرٍ فَقَالَ الحَارِثُ لِاَبِی بَکرٍ ارفَعْ یَدَکَ یَا خَلِیفَۃَ رَسُولِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اِنَّ فِیھَا لَسَمَّ سَنَۃٍ وَاَنَا وَاَنتَ نَمُوتُ فِی یَومٍ وَاحِدٍ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَلَم یَزَالَا عَلِیلَینِ حَتّٰی مَاتَا فِی یَومٍ وَاحِدٍ عِندَ انقِضَاءِ السَّنَۃِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۰) ترجمہ۔ ابن سعدؒ اور حاکمؒ نے صحیح سند کے ذریعہ ابن شہابؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت حارثؓ دونوں بیٹھے دلیا کھا رہے تھے جو تحفہ کے طور پر آیا تھا دلیا کھاتے کھاتے ایک مرتبہ حضرت حارثؓ نے کہا اے خلیفہ رسولؐ ہاتھ کھینچ لیجئے۔ اللہ کی قسم حریرہ میں وہ زہر ہے جس سے سال بھر میں ہلاکت واقع ہوتی ہے اب آپ اور ہم دونوں ایک دن مریں گے چنانچہ صدیق اکبرؓ نے وہ دلیا کھانا چھوڑ دیا اور پھر وہ دونوں ایک سال تک بیمار رہ کر ایک ہی دن اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت حارث کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں ایک تو دلیا کھاتے کھاتے بغیر کسی ظاہری سبب کے یہ معلوم کر لیا کہ اس میں وہ سلو یا زہر ملا ہوا ہے جس کا کھانے والا ایک سال میں ہلاک

ہو جاتا ہے اور دوسری کرامت یہ کہ دونوں کی وفات ایک ہی دن ہوگی اور یہ بات ایسا ہی ہوا جسکو قرینہ سے کوئی دوسرا معلوم نہیں کرسکتا اور یہ کشف آپ کی کرامت تھی۔

کرامت حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قِصَّةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَأْنٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ كَذَا فِي التَّيْسِيْرِ الْمَطْبُوْعِ فِيْ كَلْكَتَّةَ صفحہ ۲۰۸ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۵)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلالؓ نے اپنی بیوی پر زنا کا دعویٰ کیا۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ اس بہتان کی وجہ سے تم پر حد قذف جاری ہوگی یعنی تم کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اس پر حضرت ہلال نے کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپکو دین حق دے کر بھیجا ہے میں بالکل سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ عنقریب کوئی حکم بھیجے گا جو میری کمر کو حد قذف سے بری کر دے گا اتنے میں حضرت جبریل آئے اور لعان کی آیت ساتھ لائے یعنی وہ حکم جس میں بیوی کی قسموں سے جھوٹ اور سچ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نازل نہ کرتا تو میرا اور اس عورت کا معاملہ بڑا ہی سخت ہو جاتا یعنی اسکو وہ سزا دی جاتی جو حاملہ کے پیدا ہونے والے بچے کے لئے مقرر کر دی گئی تھی یا سنگسار کی جاتی۔ ترمذی اور ابو داؤد نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۲) بیہقی و نسائی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے خالدؓ نے جب عزیٰ کو ڈھایا تو اس میں سے ایک کالی ننگی عورت پریشان بال اپنے سر پر ہاتھ رکھے چیختی ہوئی نکلی تھی کہ حضرت خالد نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے اور پھر

آنحضرت کے حضور میں آ کر اس قصہ کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا عزیٰ وہی عورت تھی جس کو تم نے قتل کر دیا۔ اب کبھی اس کی عبادت نہ ہوگی شاباش! شاباش! یعنی عزیٰ درخت پر بنائی ہوئی ایک عمارت تھی جس کو مشرکین اس لئے پوجتے تھے کہ اس میں سے آواز سنائی دیتی تھی از قبیل شیاطین اس عمارت میں ایک خبیث روح تھی جو بولا کرتی تھی چنانچہ وہ خبیث شئی سرکار دو عالم کے خوف سے انسانی صورت میں جب وہاں سے نکلی تو حضرت خالد بن ولید نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسی کا نام عزیٰ تھا اسی شیطانی روح کو قتل کرنا اور بت خانہ عزیٰ کا پھر دوبارہ عبادت نہ ہونا یہ حضرت خالدؓ کی کرامت تھی۔

کرامت حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(١١٥) رَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا؟ فَأَشَارَ إِلَى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ (مشکوٰۃ ۲) ترجمہ امام بخاریؒ نے ایک طویل حدیث میں ثابت بیان کی ہے کہ ہشام بن عروہؓ نے کہا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ بئر معونہ میں جس وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمریؓ کو قید کیا گیا تو ان سے عامر بن طفیل نے ایک مقتول و شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے؟ جس پر اسیر مشرکین عمرو بن امیہ نے جواب دیا کیا تم نہیں جانتے یہ تو عامر بن فہیرہ ہیں اور عامر بن طفیل نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اس شہید یعنی عامر بن فہیرہ کے جنازے کو آسمان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا

اور پھر وہ جنازہ نظروں سے غائب ہو گیا کہ آسمان و زمین کے درمیان میں اس کو دیکھ نہ سکا یعنی وہ میری نظر سے بھی پوشیدہ ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جنازہ زمین پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے عامر بن فہیرہ کی منزلت دکھلانے کے لئے ان کے جنازہ کو آسمان کی طرف اٹھا دیا تھا۔ یہ بھی آپ کی کرامت تھی

کرامت ایک جن صحابی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۷ تا ۱۱۸) أخرجه ابن الجوزي في كتاب صفوة الصفوة بسنده عن سهل بن عبد الله قال كنت في ناحية ديار عاد إذ رأيت مدينة من حجر منقور في وسطها قصر من حجارة تأويه الجن فدخلت فإذا شيخ عظيم الخلق يصلي نحو الكعبة وعليه جبة صوف فيها طراوة فلم أتعجب من عظم خلقته كتعجبي من طراوة جبته فسلمت عليه فرد علي السلام وقال يا سهل إن الأبدان لا تخلق الثياب وإنما تخلقها روائح الذنوب ومطاعم السحت وإن هذه الجبة علي منذ سبعمائة سنة لقيت فيها عيسى ومحمدا عليهما الصلوة والسلام فآمنت بهما فقلت ومن أنت قال من الذين نزلت فيهم قل أوحي إلي أنه استمع نفر من الجن۔ لباب النقول مصری ص۱۰۲۰۲) ترجمہ: حافظ ابن جوزی نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند سے امام الاولیاء حضرت سہل بن عبداللہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں قوم عاد کے شہروں کے قریب تھا کی ایک سمت پر تھا جہاں میں نے تراشیدہ پتھروں کا ایک شہر دیکھا یعنی اس شہر کی سب عمارتیں پتھروں کو اندر کھود کر بنائی گئی تھیں اور اس شہر کے بیچوں بیچ ایک پتھر کا محل تھا جس میں جنات بسا کرتے تھے لیکن میں اس محل میں گھس گیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹا تازہ بزرگ بڑا بھاری کعبہ کی طرف منہ کئے نماز پڑھ رہا ہے اور پر رونق اونی جبہ پہنے ہوئے ہے۔ مجھے اس کے بے انتہا موٹا ہونے اور اس کے جبہ کی تازگی پر تعجب ہو رہا تھا کہ اس نے نماز سے فراغت کر کے سلام پھیرا۔

میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا اے سہل بن عبداللہ بدن کے کپڑے پرانے اور بوسیدہ
نہیں ہو جاتے اس لئے کہ بدن میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اس سے کپڑے پھٹ جائیں بلکہ کپڑے تو صرف
گناہوں کی بدبو اور حرام غذا کے کھانے سے پھٹ جاتے ہیں اس واسطے یہ جبہ کو تقریباً سات سو سال
سے پہنے ہوئے ہوں اور یہی لباس پہنے ہوئے میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور دونوں
پر ایمان لایا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ ہیں کون؟ تو انہوں نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت
نازل ہوئی ہے۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ دیکھا آپ نے ان جن صحابی نے اپنی
تین کرامتوں کو ظاہر کیا۔۔۔ اول یہ کہ انہوں نے سہل کو ان کے نام سے سلام کر لیا۔ دوسرے
یہ بتایا کہ گناہوں کی نحوست ایسی چیز ہے جس سے کپڑے پرانے ہو کر پھٹ جاتے ہیں اور تیسری کرامت
یہ بتائی کہ تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو سات سو سال سے بھی زیادہ پرانا جبہ ہے مگر پرانے ہونے
کے باوجود بالکل نیا معلوم ہو رہا ہے۔

تمام شد

کتاب کے خاتمہ پر مولوی سید احمد حسن سنبھلی نے تحریر فرمایا ہے کہ سرسری تلاش اور عدیم الفرصتی
میں یہ رسالہ جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامتیں ہیں خدا کا شکر ہے مکمل ہو گیا ورنہ ممکن تھا کہ
بہت بڑا ذخیرہ کرامات کا جمع ہو جاتا لیکن اب بھی بقدر ضرورت یہ بہت کافی ہے۔ جس دن حضرت
سیدنا امام حسین کی کرامتیں لکھنا شروع کی تھیں اسی شب میں سیدتنا حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ کی زیارت
سے مشرف ہوا اور حضور کو ایک بہت مبارک مکان میں تشریف فرما دیکھا اور حسب الارشاد حدیث یہ انشاء اللہ جنت
میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ جناب سیدہ بنت رسول اللہ ایک بڑے دولت کدہ میں تشریف فرما ہوں گی فقط۔ اسی طرح
شہداء کا روز محشر ہم کو ان کی شفاعت کو ہم سب کو نصیب کرے اور ان کی ناشر ہمارے کو اپنی رحمتوں سے مالا مال اور سرفراز
کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ الاحقر العبد۔ فقط خستہ حال ... سید احمد حسن